کیا یہ احادیث رسول ہیں ؟؟
کیا نبی اور اصحاب رسولؐ کی محفلوں میں یہ سب ہوتا تھا ؟؟
بلندی سے پستی تک
حصہ سوم
ابوظفر نوشہروی

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (25-73)

جو رحمن کے بندے ہیں انھیں اگر رب کی آیات بھی سنائی جاتی ہیں تو بھی وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر عمل پیرا نہیں ہوتے ۔

بلندی سے پستی تک

☆

ابوظفر نوشہروی

یونیورسٹی بک ایجنسی ، بنک روڈ مردان

صرف کشادہ ذہن قارئین کے لئے

☆☆☆

کتاب کا نام..................بلندی سے پستی تک

تالیف..................ابوظفر نوشہروی

ایڈیشن..................تیسرا

سال اشاعت..................2010ء

تعداد..................300

صفحات..................120

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

== فہرست کتاب ==

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

== یہ کتاب کیوں لکھی گئی ==

بات صرف اتنی ہے کہ میرے سادہ لوح بھائی اس پر بضد ہیں کہ جو کچھ اہل فارس نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے، جس کا نام "حدیث یا اقوال رسول صلے اللہ علیہ وسلم" ہے۔ وہ سب صحیح ہے۔ اس کو من وعن ماننا پڑے گا۔ ان کو اس سے غرض نہیں کہ ان کو ماننے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کی ازواج مطہراتؓ اور جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی تصویر بڑی گھناونی بنتی ہے۔ تو کوئی مسلمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کردار کا تو نہیں سمجھ سکتا البتہ دوسری جانب یہ ممکن ہے کہ راویان اور جامعین حدیث غلطی کر بیٹھے ہوں۔

مجھے یہ علم نہیں کہ ان کو ایک پاک باز، پاک طینت، پاک گفتار، خوش خلق، علم و دانش کے پیکر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ذریت ابراہیم علیہ السلام جناب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں ایک ایسا پیغمبر کیوں پسند ہے، جو عامیانہ بازاری گفتگو کرتا ہو، جس کے قول اور فعل میں تضادات ہوں، جس کی محفل میں بھی فحش گو اٹھتے بیٹھتے ہوں، جس کی بیوی بھی فحش گفتاری میں ماہر ہو۔ اور یہ ایک جھوٹے پیغمبر کو پسند کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ کی تصدیق ہے کہ۔ وَ اذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۔ (19-41) اگر کوئی اس جلیل القدر پیغمبر جسے رب نے اپنا دوست (خلیل)

کہا ہے کی صفائی میں دلیلیں دے کہ وہ سچا ہے تو یہ اس کے مشکور نہیں بلکہ دشمن بن جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟۔

دلوں کے بھید جاننے والے رب! آپ جانتے ہیں کہ میری اس کاوش کا مقصد خالصتاً دفاع ناموسِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم، دفاع ناموس ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دفاع تکریم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے، لہٰذا میری راہنمائی فرمایئے اگر میرا یہ عمل عبث ہے تو اس کتاب کے مکمل ہونے سے پہلے مجھے موت دیجئے۔ یارب! میری ایک معصوم سی خواہش ہے کہ تمام مسلمان بھائیوں کو خاص کر انہیں جو مساجد اور دارالعلوموں کو آباد کئے ہوئے ہیں انہیں نگاہ بصیرت دے۔ مجوسی منصوبوں سے روشناس فرمایئے، تا کہ انہیں بھی چارے میں ان شاطر شکاریوں کا کانٹا نظر آئے اور ان کی تمام توانائیاں امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو امان دینے میں صرف ہوں۔ آخر میں یہ التجا ہے کہ جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں مالی مدد فرمائی ہے۔ انہیں اس کا صلہ عطا فرمایئے یہاں بھی اور آخرت میں بھی آمین یارب العالمین۔

ابوظفر نوشہروی

ہر پڑھنے والے سے یہ التماس ہے کہ کتاب کو ابتدائی صفحہ سے پڑھیں تا کہ ان کے علم میں یہ بات آئے کہ جو کچھ ہم پیش کر رہے ہیں، ہم اس کے حق میں نہیں ہیں، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، یہ ہماری طرف سے نہیں ہے۔ یہ تو دشمنان دین کا لکھا ہوا مواد ہے اور ہمیں اس پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ یہی ہے بعد کتاب اللہ اصح الکتب۔ اس کو نہ ماننے والا منکر حدیث ہے یعنی کافر ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ حقیقت کیا ہے اور حق پر کون ہے؟۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلندی سے پستی تک

حصۂ سوم

قارئین کرام سلام ورحمۃ نصیب ہو۔ اس سے قبل اس خاکسار کی کتاب "بلندی سے پستی" حصہ اول اور دوم آپ کی خدمت عالی میں پیش کی جا چکی ہیں، جو بخاری اور ابن ماجہ کی حدیثوں سے ترتیب دی گئی تھیں۔ زیرِ نظر کتاب اُن کا تیسرا حصہ ہے ماخذ ہے جن کے لکھنے والے کا پورا نام ہے۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی۔ ترجمہ مولانا سرور احمد قاسمی فاضل علوم دیو بند مطبوعہ۔

(دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان)

بجستانی صاحب کی (پیدائش 202ھ اور وفات 275ھ ہے) یہ صاحب ایران کے رہنے والے ہیں البتہ شاہ عبدالعزیز صاحب کا خیال ہے کہ بجستان اقلیم ہند کے پہلو میں واقع ہے۔

بلندی سے پستی تک (حصہ سوم) میں دی گئیں حدیثیں سنن ابوداؤد سے لی گئیں ہیں یا کچھ حدیثیں صحیح مسلم سے لی گئیں ہیں۔ ہر حدیث کی صحت کا خیال رکھا گیا ہے۔ پھر بھی سہو اور خطا کے لئے رب سے معافی کا طلب گار ہوں۔ میں نے اس کی اُردو درست کرنے کی کوشش نہیں کی ان کتب میں بیوی کو جورو بھی لکھا ہوتا ہے جو قدیم الفاظ ہیں اور اب متروک ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے گڑ گاواں بیکانیر کے کسی شخص نے ترجمہ کیا ہو۔ ترجمہ

میں ڈنڈی بھی ماری گئی ہے۔ عربی میں عبارت کچھ ہے اردو میں ترجمہ کچھ اور ہے جہاں ترتیب غلط ہے اور یہ گمان ہوا کہ قاری نہیں سمجھ پائے گا وہاں ترتیب کو معمولی درست کیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ دشمنانِ دین اور دشمنانِ (نبی کریمؐ) نے جو ملبہ اسلام پر ڈالا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کردار کشی کی ہے، آتش کدہ ایران کو ٹھنڈا کرنے والوں سے انتقام لیا۔ ان کا مہیا کیا ہوا ملبہ دریا برد کردے، اور ان کی سازشوں کو امتِ مسلمہ پر بے نقاب کردے۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ انتقامی جذبے کے تحت لکھنے والے علم ودانش کے مالک نہیں تھے اس لئے وہ حق کو باطل کا لبادہ صحیح طور پر اوڑھا نہ سکے۔ معمولی غور وفکر کرنے سے ان کی کارگزاری ظاہر ہو جاتی ہے۔

سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں بین الاقوامی شہرت کے حامل غیر مسلم ہستیوں کی تحریریں پیش کروں گا کہ مغربی مفکرین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ اس کے بعد بظاہر اپنوں کے اقوال پیش کرنے جسارت کروں گا کہ ان کی نظر میں (حضور صلے اللہ علیہ وسلم) کا کیا کردار تھا اور ان کی کیا قدر و قیمت تھی۔

ذرا غور کریں ایسا شخص جس نے حسن یوسف رکھتے ہوئے بھرپور جوانی کے عالم میں مردانہ حسن وجمال اور شوکت جسمانی کے باوجود عرب کی گرم آب وہوا میں رہ کر ایک زیادہ عمر والی بیوہ کے ساتھ نکاح کیا اور عمر گزاری۔ جو ساری زندگی یتیموں اور بیواؤں کو سہارا دیتے رہے۔ اسے عجمی اماموں نے کہاں لا کھڑا کیا۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان اور ہم انہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ غیروں کی نظروں میں حضورؐ کا کیا مقام ہے۔

———☆☆☆☆☆☆———

☆ - اگر انگلینڈ پر ہی نہیں ! یورپ پر آئندہ صدی میں کسی مذہب کا راج ہوگا تو وہ صرف اور صرف اسلام ہوگا۔ میں نے دینِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہمیشہ ادب و احترام کی نظر سے دیکھا ہے۔ سبب یہ کہ وہ واحد مذہب ہے جو ہر زمانے کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ ایسا دین جو خود بھی قوی ہے اور قوت بخش بھی۔ میں نے پیغمبر اسلام (صلے اللہ

علیہ وسلم) کا بغور مطالعہ کیا ہے حیران کن شخصیت ! (برخلاف عام کرسچن عقیدے کے) میں انہیں اینٹی کرائسٹ نہیں بلکہ انسانیت کا نجات دہندہ سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ ان جیسا کوئی شخص آج کی جدید دنیا کی ڈکٹیٹرشپ سنبھال لے تو وہ نہایت کامیابی سے انسانیت کے سب مسائل حل کر ڈالے گا۔ اور یہ سب اس انداز سے کہ بنی نوع انسان کو امن وسکون اور سچی خوشی حاصل ہو جائے۔ میں پیش گوئی کر چکا ہوں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دین مستقبل کے یورپ (مغرب) کو اسی طرح قابل قبول ہوگا، جس طرح آج کے یورپ میں اسلام کی قبولیت کا رجحان شروع ہو رہا ہے۔

(سر جارج برنارڈ شا، دی جینوین اسلام-1936ء)

جتنے اور جیسے دروغ اہل مغرب نے اندھے جذبات میں ڈوب کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ہستی کے بارے میں گھڑے ہیں، وہ خود ہمارے منہ پر ذلت کا طمانچہ ہیں۔ ایک کم گو خلیق اور عظیم روح ایسی روح، ایسی شخصیت جو بے حد مخلص کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی، دنیا کو روشن کرنا اس کے مقدر میں لکھا تھا اور یہ حکم اس بارگاہ سے جاری ہوا تھا جو اس تمام کائنات کی خالق ہے۔

(تھامس کارلائل۔ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ 1840ء)

تاریخ صاف طور پر اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ تاریخ کی سب سے زیادہ ناکارہ افواہ یہ کہ کٹر مسلمان تلوار کی نوک پر اسلام کا نام لے کر دنیا کو فتح کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ افسوس کہ مورخین نے اس جھوٹی داستان کو جتنا دہرایا ہے، اس سے بڑھ کر کسی جھوٹ کو نہیں دہرایا۔

(ڈی۔ لیسی اولیری، اسلام ایٹ دی کراس روڈز لندن 1923ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بلند پایہ ذہن بادشاہت کی شان وشوکت کو ایک آن میں ٹھکرا دیتا ہے۔ خداوند کے اس پیغمبر نے وہ سب کام اپنے ہاتھوں سے کئے جو ایک عام غریب آدمی کیا کرتا تھا۔ گھرانے کی پوری دیکھ بھال اور خدمت، وہ چولہے میں آگ بھی جلا لیا کرتا تھا۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے فرش پر جھاڑو بھی دے دیا کرتا تھا۔ بکریوں کا

دودھ دوہتا تھا، اپنے جوتوں اور کپڑوں کی مرمت خود کیا کرتا تھا۔ ترک دنیا کا شائبہ نہ تھا، اور نہ ہی کوئی دکھاوا۔ جب کہ عرب اس کے قدموں تلے تھا۔ اس کی خوراک ایک بدو سے بہتر نہ تھی۔

(ایڈورڈ گبن، دی ڈیکلائین اینڈ فال آف دی رومن امپائر-1823ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے زیر تحفظ و زیر نگرانی افراد کے لئے انتہائی باوفا اور لائق اعتماد محافظ تھے۔ بہت ہی نفیس گفتگو کرتے، ایسے شیریں دہن کہ گویا منہ سے پھول جھڑتے ہوں۔ جو بھی ان سے ملتا، اس کا دل عقیدت سے لبریز ہوتا۔ جو ان سے قریب ہوتا، وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرنے لگتا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے آپؐ سے مل کر کہا "میں نے زندگی میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جیسا شخص نہیں دیکھا۔ نہ پہلے اور نہ ان کے بعد۔ وہ جو بات کہتے احتیاط کے ساتھ لیکن ان کے الفاظ اور جملے وزن بھی رکھتے تھے! فصاحت بھی۔ جو وہ کہتے تھے اسے کوئی بھول نہیں سکتا تھا۔

(سٹینلے۔لین پول، سپیچز اینڈ ٹیبل ٹاک آف دی پروفٹ محمدؐ)

قطعی ناممکن ہے کہ کوئی شخص رسول عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور کیریکٹر سے واقف ہو کر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا شیدائی نہ بن جائے۔ وہ خالق کائنات کے عظیم پیغمبروں کے خاتم تھے۔ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں جتنا بھی لکھوں جتنا بھی کہوں، میں جو محسوس کرتی ہوں، اسے بیان نہیں کر سکتی۔ میں اس عظیم پیغمبر کی حیات پاک بار بار پڑھتی ہوں اور ہر مرتبہ میرے دل سے تحسین و آفرین کے کلمات بلند ہوتے ہیں اور ہر بار عقیدت کے نئے جذبے بیدار ہوتے ہیں۔

(اینی بسنت، دی لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمدؐ مدراس 1932ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سخاوت اس درجہ کو پہنچی ہوئی تھی کہ وہ غریبوں کو ہمیشہ اپنے گھر آنے پر اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے۔ ایسی مثال آپ کو کہیں نہیں ملے گی کہ وہ لوگوں کی عملی ضروریات پورے کرنے کے بعد مطمئن نہیں ہو جاتے تھے غریبوں کے ساتھ رابطہ رکھتے ان کی باتیں سنتے اور ان کی زندگی بہتر بنانے کی تدبیریں کرتے۔ سچے کھرے

دوست اور لائق اعتماد ساتھی! یہ تھے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم)

(ڈبلیو۔ سی۔ ٹیلر، دی ہسٹری آف محمڈن ازم اینڈ از سیکٹ)

حکومت کے بھی سربراہ اور دین کے بھی۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بیک وقت قیصر بھی تھے اور پاپائے اعظم بھی۔ لیکن وہ پوپ تھے پوپ کے دکھاووں کے بغیر، اور قیصر تھے قیصر کی فوجوں کے بغیر۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) باقاعدہ فوج نہیں رکھتے تھے نہ ان کا کوئی باڈی گارڈ تھا، نہ پولیس فورس، نہ ہی وہ حکومت کے خزانے سے تنخواہ لیتے تھے۔ دنیا کی تاریخ میں اگر کسی ایک فرد نے اللہ کی حکومت زمین پر قائم کی تو وہ صرف محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تھے۔ وہ ایک ایسی ہستی تھے کہ بغیر انسانی سہاروں کے اعلیٰ ترین قوتیں رکھتے تھے۔ اقتدار کی خواہش سے بے نیاز ان کی اپنی نجی زندگی اتنی سادہ تھی جتنی ایک عام آدمی کی ہو سکتی ہے۔

(ریورینڈ باس ورتھ سمتھ، محمد اینڈ محمڈن ازم، لندن 1874ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مثال پوچھتے ہو؟ انسانوں کے لئے باعث تقلید گوہر آبدار، نکھرا ہوا بے داغ کردار، ان کا گھر، ان کا لباس، اور ان کی غذا سادگی کے شہکار، شان و شوکت سے اتنے دور کہ اپنے ساتھیوں سے عقیدت بھرا جملہ بھی نہیں سن سکتے تھے۔ ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور کسی سے مدد کے طالب نہیں ہوتے تھے۔ وہ ہمہ وقت سب کے لئے حاضر رہتے تھے۔ بیماروں کی عیادت کرتے اور دکھیاروں کی ہمدردی کے ساتھ مدد کرتے، ان کی نیک دلی، نیک عملی اور دریا دلی لا انتہا تھی۔ وہ فرد کو نہیں پورے معاشرے کو خوش حال دیکھنا چاہتے تھے۔

(ڈاکٹر گستاف ویل، ہسٹری آف دی اسلامک پیپلز)

اگر ہم جائزہ لیں کہ انہیں کتنے کم وسائل میسر تھے اور کتنی دور پائیدار حیثیت میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے کام آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ تاریخ عالم میں ان کا اسم گرامی ایک مخصوص چمک کا حامل ہے۔ وہ صرف مکہ کے نبی نہیں ہیں، یہ ان کا عطا کردہ جذبہ اور پیغام ہی تھا، جس کے طفیل دنیا میں انگنت سلطنتیں ابھریں، خوبصورت شہر

آباد ہوئے، صرف محلات نہیں عبادت گاہیں تعمیر ہوئیں، صوبے کے صوبے اور ملک کے ملک ایمان کی لڑی میں پروئے گئے۔ ان سب چیزوں سے بالاتر محمد (صلے اللہ علیہ و سلم) کے احکام نے حیات انسان کو قاعدہ قانون بخشا۔ انسانی عظمت کا کوئی پیمانہ لے آیئے اور اس مقدس ہستی سے موازنہ کر دیکھئے، اس معیار پر کوئی پورا نہیں اترے گا۔

(جے۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ سٹیب، اسلام اینڈ اٹز فاونڈر)

دیکھتے رہیے کہ اغیار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

عربوں کے لئے یہ انقلاب جو محمدؐ لائے یہ ایک نئی زندگی تھی جو انہیں تاریکی سے نور کی طرف لے آئی تھی۔ عرب اس انقلاب کے ذریعے پہلی بار زندہ ہوئے۔ ایک ایسی قوم جو ابتداء آفرینش سے گمنامی کے عالم میں ریوڑ چراتی تھی، ان کی طرف ایک رسول آیا جو اپنے ساتھ ایسا پیغام لایا جس پر وہ قوم ایمان لے آئی وہ دیکھو ادنی گمنام چرواہے دنیا کی ممتاز ترین قوم بن گئے۔ وہ حقیر قوم ایک عظیم الشان امت میں تبدیل ہوگئی۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی تک چھا گئے۔ ان کے بعد سینکڑوں برس ہو چلے ہیں کہ یہ اسی شان و شوکت اور درخشندگی اور تابندگی سے کرہ ارض کے ایک حصے پر مسلط ہیں (یہ سب ایمان کی حرارت سے ہوا) ایمان بہت بڑی چیز ہے ایمان ہی سے زندگی ملتی ہے جونہی کسی قوم میں ایمان پیدا ہوا اس قوم کی تاریخ اعمال میں نتائج اور روح میں بالیدگی پیدا کرنے والی بن گئی۔

-----وہ عرب-------یہ محمدؐ-------اور ایک سوال-----

کیا یہ انقلاب ایسا ہی نہیں جیسے ریت کے کسی سیاہ و گمنام ٹیلے پر آسمان سے بجلی کی لہر آ گرے اور وہ ریت کا تودہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک آتش گیر مادہ میں تبدیل ہو کر اس طرح بھک سے اڑ جائے کہ دہلی سے غرناطہ تک اس کے شعلوں میں آ جائے؟ نوع انسان خشک نیستاں کی طرح ایک شرارہ کے انتظار میں تھی۔ وہ بجلی کا شرارہ اس جلیل جلیل کی صورت میں آسمان سے آیا اور تمام نوع انسانی کو شعلہ صفت بنا دیا۔

(THOMAS CARLYLE.HEROES AND HERRO WORSHIP.P06)

ایک دوسرے مغربی دانشور (RAYMOND LEROUGE) کے الفاظ میں

نبی عربیؐ اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔ انہوں نے ایک ایسی سیاسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہونا تھا۔ ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی۔

(LIFE DE MOHAMET ..PP.18-19)

توہین رسالت پر بات چیت ہو رہی تھی تو علامہ اقبال نے فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ میرے رسول کے کپڑے میلے تھے تو میں اسے بھی توہین رسالت سمجھتا ہوں۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ کاش ایران فتح نہ ہوتا ایران کی فتح میں اسلام کی شکست پوشیدہ تھی۔ موصوف یہ بھی کہا کرتے تھے کہ موجودہ دین کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایرانی مذہب ہے۔ میلے کپڑوں کو توہین رسالت سمجھنے والے اگر ان ایرانی کتب کو دیکھتے تو خودکشی کر لیتے۔

--------------☆☆☆☆☆--------------

حضورؐ نے دنیا کو ایک نئی فکر سے روشناس کرایا، وہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر علم و حکمت کی باتیں کرتے تھے، وہ انسانیت کو ایک نئی فکر سے روشناس کراتے تھے، حیات نو کی دانشمندانہ گفتگو ہوتی تھی، جب ہی وہ ایک عظیم الشان انقلاب لائے۔

قارئین کرام ان کی مجلس میں پیشاب پاخانے یا سیکس کی باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ مگر ایرانیوں نے تو اپنا بدلہ لینا تھا آتش انتقام انہیں چین نہیں لینے دیتی تھی، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضورؐ کو ان کے صحابہ کرام کو ان کے ازواج مطہرات کو اور ان کی مجلس کو اسفل دکھانا تھا، کر دکھایا۔

یہ تھی اغیار کی چند تحاریر۔ اچھا ہوا کہ ان انگریز دانشوروں کو زمین کھا گئی۔ اب ظلم یہ ہوا ہے کہ چند سادہ لوح مسلمانوں نے نبی اکرمؐ کی محبت اور عقیدت میں ان روایات کی کتب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور اسے انٹرنیٹ پر دیا ہے۔ اگر یہ مغربی مفکرین اور علماء زندہ ہوتے اور یہ مواد ان کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ لامحالہ حضورؐ کے بارے میں اپنی رائے

بدل ڈالتے ۔ یہی وجہ تھی کہ عبید اللہ سندھی کو کہنا پڑا کہ "اگر مجھے کوئی کہے کہ نوجوانوں کو بخاری شریف کا درس دو تو میں انکار کردوں گا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا، اور پشاور کے ایک صاحب نے لکھا تھا کہ "کوئی کتنا بھی بے غیرت ، بے حیا یا ماڈرن ہو جائے وہ تین کام نہیں کر سکتا۔

(۱) گھر سے نکلتے وقت وہ بخاری شریف میز پر کھلی چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔

(۲) گھر سے نکلتے وقت وہ دیوان خوشحال خان میز پر کھلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔

(۳) بیوی بچوں یا بہنوں بھائیوں کے ساتھ وہ پشتو فلم نہیں دیکھ سکتا۔

اگر اس کے برخلاف کیا تو لڑکی ذات تو کیا لڑکوں کا بھی اللہ ہی حافظ ہے۔

کراچی کے ایک مولوی صاحب جن کا ماہنامہ بھی نکلتا ہے ۔ اب مرحوم ہو چکے ہیں ۔ ایک بار انہوں نے لکھا تھا کہ میں تمام مسلمان بھائیوں سے التجاء کرتا ہوں کہ اپنی بیٹیوں کو سورۃ یوسف ترجمہ کے ساتھ نہ پڑھائیں اس سے خدشہ ہے کہ وہ گھر سے بھاگ جائیں گی ۔ اس وقت تو میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ عربوں کا کیا ہو گا وہ تو ترجمے کے محتاج نہیں ہیں ڈائریکٹ عربی میں قرآن پڑھتے ہیں ، ان کی لڑکیوں کو بھاگنے سے کیسے روکو گے؟ ۔ افسوس کہ وہ لڑکیوں کے لیے سورۃ یوسف کو خطرہ سمجھتے ہیں حدیث کی طرف ان کا دھیان نہیں گیا۔

قارئین کرام ! حیرانگی اس بات پر ہے کہ سقراط ، بقراط ، افلاطون ، ارسطو ، یا ایڈورڈ گبن ، شوپنہار ، برنارڈ شا ، سر سید احمد خان ، علامہ اقبال ، کارل مارکس ، نپولین بونا پارٹ ، جبران خلیل جبران رسل ، پال سارتر اور ڈیل کارنیگی وغیرہ کو پڑھو یا ان کی محفل میں بیٹھو تو علم و دانش کی اور انسانیت سازی کی وہ باتیں سننے کو ملیں گی کہ بے ساختہ تحسین و آفرین کے کلمے زبان پر آجائیں گے ۔ حالانکہ یہ لوگ اللہ کے کسی پیغمبر کے رتبہ عالی تک نہیں پہنچ سکتے ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا قول و عمل جو ان کتابوں میں ہم پڑھتے ہیں تو شرم کے مارے ہمارا سر جھک جاتا ہے ۔ ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کیا ہمارے جلیل القدر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں دیگر موضوع نہیں تھے؟ ان کی محفلیں زنا اور صحبت ، جماع اور حیض اور منی کے ذکر سے آباد تھیں ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن۔

———☆☆———

پہلے یہ عرض کرتا چلوں کہ رب نے کفار کو چیلنج کیا تھا کہ اگر ہمت ہے تو قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (11-13) ان سے کہو دس سورتیں ہی بنا کر لاؤ اس جیسی اللہ کو چھوڑ کر جس کی بھی مدد لو ۔ پھر فرمایا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (2-23) اس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ خواہ تم اللہ کے علاوہ اپنے سارے ہمنواؤں کو مدد کے لیے بلا لو ۔ اس دور میں تو یہ CHALLENGE کسی نے قبول نہیں کیا (ایران نے بھی) مگر شکست خوردہ ایرانیوں نے یہ چیلنج 260 سال بعد قبول کیا کہا صبر کرو ہم کیا کرتے ہیں ابھی پتہ چل جائے گا ۔ انہوں نے قرآن سے زیادہ موٹی کتابیں تین تین جلدوں میں لکھیں ۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

☆ صحیح بخاری......... مصنف محمد اسماعیل بخاری ۔ وفات ۲۵۶ھ بخارا ایران

صحیح مسلم......... مصنف ابو الحسن مسلم بن الحجاج ۔ وفات ۲۶۱ھ نیشاپور ایران

سنن ابوداؤد......... مصنف ابوداؤد سلیمان ۔ وفات ۲۷۵ھ سجستان ایران

جامع ترمذی......... مصنف ابو عیسیٰ محمد ۔ وفات ۲۷۹ھ ترمذ بلخ ایران

سنن ابن ماجہ......... مصنف ابو عبد اللہ ۔ وفات ۲۷۳ھ قزوین ایران

سنن نسائی......... مصنف ابو عبد الرحمن احمد ۔ وفات ۳۰۳ھ نسا خراسان ایران

ان کے مندرجات کو وہی نام دیا جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام کا نام رکھا تھا یعنی "حدیث" (اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ) اور اس کے بھی تیس پارے بنا لئے کہ رب نے تو دس سورتوں کا ہدف دیا تھا یہ لو قرآن کے مقابلے میں تیس پاروں کا مثلہ قرآن حاضر ہے اور ایک نہیں چھ چھ۔

(۱) محمد اسماعیل بخاری ۔ بخارا کے رہنے والے تھے انہوں نے چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں ۷۲۶۲ حدیثیں رہنے دیں باقی ضائع کر دیں۔

(۲) امام مسلم بن حجاج وطن نیشاپور ایران حدیثیں تین لاکھ جمع کیں ۴۳۴۸ رہنے دیں باقی ضائع کر دیں۔

(۳) امام ابو موسیٰ محمد ترمذی ترمذ ایران کا باشندہ ہے۔ تین لاکھ حدیثیں جمع کیں ۳۱۱۵ کو کارآمد سمجھا باقی کو ضائع کر دیا۔

(۴) امام ابو داؤد سجستان یا سیستان ایران، پانچ لاکھ حدیثیں جمع کیں ۴۸۰۰ رہنے دیں باقیوں کو بیکار جانا اور ضائع کر دیا۔

(۵) ابو عبد اللہ ابن ماجہ قزوین ایران کا متوطن جمع حدیثیں چار لاکھ۔ کارآمد ۴۰۰۰ باقیوں کو ضائع کر دیا۔

(۶) امام عبد الرحمن نسائی گاؤں نساء خراسان ایران جامع حدیث دو لاکھ۔ کارآمد ۴۳۲۱ بقیہ کو ضائع کر دیا۔

یہی چھ کتابیں صحاستہ (چھ سچی کتابیں) کہلاتی ہیں انہیں کے متعلق مشہور ہے اصح کتب بعد کتاب اللہ۔ صحیح ترین کتابیں اللہ کی کتاب کے بعد۔ ان سچی کتابوں میں کیا ہے اب آپ پر آشکارہ ہوگا اور یہ بھی کہ کس طرح ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ہمیں بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا ہے۔

☆ ۔ اب بقول ان کے سنن ابو داؤد کی پہلی حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ پارہ اول حدیث نمبر ۱ صفحہ نمبر 35 قضائے حاجت (پاخانہ و پیشاب کرنا) عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبیؐ کان اذا ذھب المذھب أبعد۔ ترجمہ لکھا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے حضورؐ جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے تو لوگوں سے دوری اختیار فرماتے۔ حدیث نمبر 2 میں ہے کہ۔ اذا اراد البراز انطلق حتیٰ لا یراہ احد۔ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور نکل جاتے یہاں تک کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ پاتا۔ باب 2 میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپؐ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ایک دیوار کے ساتھ نرم اور ڈھالدار جگہ پر تشریف لے گئے اور وہاں پیشاب کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اس مقصد کے لئے مناسب جگہ تلاش کر لے۔ (ابو داؤد جلد اول باب 2 حدیث نمبر 3 صفحہ 35)

اس کے بعد بیت الخلاء میں جانے سے پہلے کی دعا، قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رخ کرنے ممانعت کی پانچ عدد حدیثیں، قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رخ کرنے کی اجازت۔ یہاں قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے اور ایسا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کر رہے تھے۔ اس کے بعد (باب 6) کی حدیث کہ قضائے حاجت کے لئے ستر کس وقت کھولنا چاہیے قضائے حاجت کے وقت باتیں کرنا مکروہ ہے۔ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ پھر استنجے کی حدیثیں ہیں۔ پھر مسواک کی لاتعداد حدیثیں ہے مسواک کرنے کا طریقہ مسواک دھونے کا طریقہ، ایک دوسرے کا مسواک کرنا چاہیے۔

میں مانتا ہوں کہ اچھی صحت کے لئے قضائے حاجت بول و براز بھی ضروری ہے مگر اتنا بھی نہیں کہ زندگی گزارنے کے اہم مسائل کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

☆ ۔ عائشہ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یستن و عندہ رجلان احدھما اکبر من الاخر فاوحی اللہ الیہ فی فضل السواک ان کبر اعط السواک اکبرھما۔

(ابو داؤد جلد اول باب 27 حدیث نمبر 50 صفحہ 49)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضورؐ مسواک کر رہے تھے اس وقت آپؐ کے پاس دو شخص موجود تھے۔ ایک بڑی عمر کا تھا اور ایک چھوٹی عمر کا۔ تب ہی مسواک کی فضیلت میں یہ وحی آپؐ پر نازل ہوئی کہ مسواک بڑی عمر والے شخص کو دیں۔

یہ حدیث اگر کوئی پڑھے گا تو یہی سمجھے گا کہ سچ ہے ابو داؤد غلط بیانی نہیں کر سکتا اور وحی کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ (اعط السواک اکبرھما) اور حدیث شریف کی راوی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مگر آپ کو تعجب ہوگا کہ قرآن کریم میں مسواک شریف کا ذکر اور ان دو اشخاص کا ذکر ہے ہی نہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ (2-79)

ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں اور

کہتے ہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے، تاکہ اس کے ذریعے تھوڑے سے پیسے کمائیں، ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے تباہی ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لئے موجب تباہی ہے۔

اس کے بعد بھی مسواک کے متعلق ۱۱ تعداد حدیثیں ہیں مثلاً مسواک دھونے کا بیان، مسواک کا تعلق دین فطرت سے ہے، رات کی نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنے کا بیان، مسواک کی شرعی حیثیت، مسواک کی فضیلت، مسواک کا متبادل وغیرہ اس کے بعد وضو کا باب شروع ہوتا ہے۔ جس میں وہ وہ حدیثیں ہیں کہ پڑھنے والے کو تے آجائے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہؐ ایک ہی برتن سے (پانی لے کر) غسل کرتے تھے اس حال میں کہ ہم جنبی ہوتے تھے۔

ایک بار پھر پاخانے پیشاب کا کا ذکر ہو جائے۔ قضائے حاجت کا تقاضہ ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کھانا حاضر ہو تو کھانا چھوڑ کر نماز نہ پڑھی جائے اور اسی طرح اس وقت بھی نماز نہ پڑھی جائے جب پیشاب پاخانے کی ضرورت ہو۔

(ابوداؤد جلد اول باب 44 حدیث نمبر 89 صفحہ 60)

اہل فارس نے ثابت کیا ہے کہ کھانا، ہگنا، اور بیوی سے صحبت کرنا جماع کرنا یہ تھا ان بابرکت ہستیوں کا من پسند مشغلہ۔ آگے بھی اسی قسم کے جواہر پارے موجود ہیں جسے اگر غیر پڑھیں گے تو کیا سوچیں گے۔ کہ ابتدائی مسلمانوں کی تگ ودو پاخانے پیشاب اور استنجاء وضو تک محدود تھیں۔ حتیٰ کہ ان کی مذہبی کتاب کی ابتداء بھی پاخانے پیشاب سے ہو رہی ہے؟ میں نے کنفیوشس، لین یوتانگ کو بھی پڑھا ہے اور شیخ سعدی شیرازی کے علاوہ ڈیل کارنیگی کو بھی ان کی کتب میں علم و دانش کی باتیں ہیں پاخانے پیشاب کی کوئی بات ہی نہیں۔ ڈیل کارنیگی جب خطاب کرنے کے لئے کسی ہوٹل کے ہال کو بک کرتا تو ہوٹل والے اس سے کرایہ نہیں لیتے تھے، کہتے تھے آپ کی علم و دانش کی باتوں کی وجہ سے ہمارے ہوٹل کو شہرت اور دوام ملتا ہے۔ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیوں نہ کوئی علم و دانش کی بات نکلی؟

یہ بول و براز پیشاب پاخانہ بیوی سے ملاپ (صحبت) تو ایک فطری عمل ہے جسے ہر شخص جانتا ہے کہ کیسے کرنا چاہیے اور کہاں کرنا چاہیے۔ جس طرح بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی دریا کا رخ کرتا ہے اور مرغی کا بچہ پانی سے دور رہتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ سرکار دو عالم محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں علم کے موتی، لعل و گوہر بکھیرے ہوں گے لیکن جمع کرنے والے شکست خوردہ عناصر بھلا ایسی باتیں کیوں منظر عام پر لاتے جس سے ان کی حیات طیبہ کے صحیح خدوخال نمایاں ہوتے، اور ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا۔ وہ تو ایسے واقعات گھڑتے رہتے تھے جس سے نبی اور ان کے صحابہ کرام و ازواج مطہرات کی شان گھٹے۔ آج کے انسان کا عمل بھی ان ہستیوں کے عمل سے بہتر نظر آتا ہے۔ لیکن میرا یہ ایمان ہے اور ہر مسلمان کا ہونا چاہیے کہ اگر ہمارا ایمان اور ہمارا عمل صحابہ کرام سے بہتر ہوتا تو ہمیں پروردگار حضورؐ کے بابرکت دور میں پیدا کرتے جن کے متعلق رسول کریمؐ نے فرمایا صحابی کا نجوم اور اللہ کا فرمان ہے

☆ — وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (9-100)

جن لوگوں نے سبقت کی مہاجرین اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے اور ان کے لئے باغات ہیں جنت کے۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

جنت، باغات اور ان کے نیچے نہریں کیا ان لوگوں کے لئے ہوتی ہیں جو میدان جہاد جیسے فریضے میں تاڑے ہاتھ میں پکڑے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عورتیں طلب کرتے ہیں اور دھمکی دیتے ہیں کہ اگر نہ ملی تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیں گے۔

(بخاری جلد دوم باب 673- حدیث نمبر 1723 صفحہ 846)

ان باتوں میں حقیقت کوئی نہیں یہ ایرانی انتقام بول رہا ہے۔ اس لئے بھی کہ حضورؐ کی حیات طیبہ میں محمد ثمین کی یہ یلغار نہ تھی کیونکہ نہ ایران کو چھیڑا گیا، نہ فتح کیا گیا تھا ایرانی اس

وقت حرکت میں آئے جب انہوں نے ننگے پا عربوں سے شکست کھائی۔ انہوں نے عربی سیکھی اپنے لئے جگہ بنائی، کتابیں لکھیں ان کو پھیلایا اور اندرا گاندھی کی طرح ہم پر فتح پائی۔ اس نے کہا تھا کہ یہ ہماری فوجوں کی فتح نہیں یہ ایک غلط (دوقومی نظریے) پر صحیح نظریے کی فتح ہے۔ اور سونیا نے کہا جو کام ہماری فوج نہ کر سکی وہ ہماری فلموں نے کر دکھایا۔

☆ - قارئین اب ہم وضو کی سینکڑوں حدیثوں کو پھلانگ کر حیض کی طرف آتے ہیں۔ حرام بن حکیم نے اپنے چچا سے اور انہوں نے رسول اکرمؐ سے پوچھا کہ جب میری بیوی حائضہ ہو تو مجھے اس سے کس حد تک فائدہ اٹھانا درست ہے؟ آپؐ نے فرمایا ازار سے اوپر۔

ازار لونگی نما کپڑے کو کہتے ہیں انڈر رویر اور پاجامے میں سلائی ہوتی ہے اس میں نہیں ہوتی، لونگی تہبند ٹخنوں تک ہوتی ہے جبکہ ازار گھٹنے تک چڑھا ہوتا ہے اس کا ذکر بخاری میں بھی ہے یہ اب صرف یمن حضر موت مقلہ اور یافع میں مستعمل ہے۔ پہنا ہوا مرد دور سے عورت لگتی ہے سکرٹ پہنی ہوئی۔

☆ - بخاری میں ازار کا ذکر ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اور آنحضرتؐ ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور دونوں جنبی ہوتے اور میں حیض سے ہوتی اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم حکم کرتے میں، ازار باندھ لیتی پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے اور آپؐ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے میں اس کو دھو دیتی اور حیض سے ہوتی۔

(بخاری جلد اول کتاب الحیض باب 207 حدیث نمبر 293 صفحہ نمبر 213)

اسی سے متصل حدیث نمبر 294 میں درج ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو آنحضرت اس سے مباشرت (بدن لگانا) چاہتے تو اسے ازار باندھنے کا حکم دیتے اس وقت حیض زوروں پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے۔ بخاری کے مترجم نے بھی خیانت کی ہے عربی متن میں بدن لگانے کا ذکر نہیں ہے اصل الفاظ ہیں (کان یا مرنی فاتزر فیبا شرنی) مجھے حکم دیتے کہ ازار باندھ

اور مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔ یہ حدیث میں ڈنڈی کیوں مارتے ہیں؟ صرف اس لئے کہ ان کے پاس معترضین کا جواب نہیں ہوتا۔ ہر شخص ان سے یہی کہتا ہے کہ قرآن کا تو حکم ہے کہ حیض اور روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت مت کرو، اور حضورؐ کرتے تھے؟ تب یہ حدیث میں ڈنڈی مارتے ہیں یعنی بڑھا گھٹا دیتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کے لئے بھی ایسا کرنے کا راستہ کھل جاتا ہے۔

قارئین مباشرت کسے کہتے ہیں۔ آپ ٹی وی پر عربی چینل لگا کر فٹبال وغیرہ دیکھئے جو ڈائریکٹ آرہا ہو وہاں لکھا ہوگا (مباشرۃ) انگریزی میں لکھا ہوگا (LIVE) یعنی ڈائریکٹ نشر ہو رہا ہے۔ قرآن میں رب نے فرمایا۔ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُم...... بَاشِرُوهُنَّ (2-187) تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں تمہاری بیویاں تم پر حلال کر دی گئیں........ اب تم ان سے مباشرت کرو۔

اسی آیت کے آخر میں فرمایا۔ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ وَ لَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَ أَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (2-187) اور جب تم مسجد میں اعتکاف کے لئے بیٹھو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں ان کے قریب نہ جانا۔

قارئین یہ کون سا فعل ہے جو رمضان کی صرف راتوں میں حلال ہے اور دن کو حلال نہیں ہے؟ یہ بوس و کنار ہاتھ پھیرنا یا بدن سے بدن لگانا تو نہیں ہے۔ تفسیر الجلالین میں لکھا ہے کہ احل لکم فی لیل الصیام الیٰ نسائکم بالجماع۔ حلال کر دی گئیں تم پر تمہاری عورتیں جماع کرنے کے لئے۔ یہ توقع ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں رکھتے کہ وہ حیض والی عورت سے مباشرت (جماع) کرتے ہوں گے۔ جس کے متعلق رب کا واضح حکم ہے کہ اے نبی۔ وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (2-222)

یہ تم سے دریافت کرتے ہیں حیض کے بابت، کہو یہ ایک غلاظت ہے ان ایام میں ان سے دور رہو جب تک وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ یہ عورت کے لئے تکلیف دہ اور کمزوری کی حالت ہوتی ہے۔

بہر حال جب رب نے فرمایا: "لَا تَقْرَبُوْهُنَّ" ۔ان کے قریب مت جانا۔ کیا اس کا یہی مفہوم بنتا ہے کہ ازار' کپڑا' ڈال کر مباشرت کر لینا؟ اگر عام آدمی کے متعلق کوئی ایسی بات کہے تو کہہ سکتا ہے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنہوں نے بے داغ زندگی گزاری دشمن ان کی پاک دامنی کا اقرار کرتے ہیں ان کے متعلق ایسا کہنا کفر ہے ہذیان ہے۔ مگر اس پر بس نہیں اسود عن عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرا بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور آپؐ روزے سے ہوا کرتے تھے۔

(بخاری جلد اول کتاب الصوم باب 1207 حدیث نمبر 1807 صفحہ 826)

صائم کے لئے دن میں مباشرت منع ہے۔ حضورؐ کرتے تھے نعوذ باللہ۔ حالانکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ احکام الٰہی پر عامل اور کاربند رہے ہیں۔

☆ ۔حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدمی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اگر اس کے سامنے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر نہ ہو اور اس کے سامنے سے گدھا، کالا کتا اور عورت گزر جائے۔ آپ نے بتایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (4-1) اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (6-98) کہ مرد عورت دونوں کو ایک ہی جرثومہ حیات سے تخلیق کیا ہے۔ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (3-195) میں کسی عمل کرنے والے مرد اور عورت کا عمل ضائع نہیں ہونے دوں گا۔

یعنی اللہ کے دربار میں عورت اور مرد یکساں ہیں مگر ایرانیوں نے عورت کو گدھے اور کتے کے برابر لا کھڑا کیا۔ اور ہم نے قبول کر لیا اور ہم کہتے ہیں اصح کتب بعد کتاب

اللہ۔ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتابیں یہی چھ ہیں اور ان کتابوں کو ہم سینے سے لگائے پھرتے ہیں۔ دراصل بہت کم لوگوں نے ان کتابوں کو ہاتھ میں لیا ہوتا ہے پڑھا ہوتا ہے، ان کے دلوں میں اساتذہ نے ان کتابوں کے لئے اتنا تقدس اور احترام بھرا ہوتا ہے کہ وہ ان پر تنقیدی نظر ڈال ہی نہیں سکتے۔ میں ان سے نفرت نہیں کرتا مجھے ان سے ہمدردی ہے۔ اللہ ان کی راہنمائی فرمائے۔

☆ ۔ملاحظہ فرمایئے صحابہ کرام کی تصویر جو ایرانیوں نے پیش کی ہے۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اکرمؐ نے خالد بن صفیان ہزلی کی طرف بھیجا جو عرنہ اور عرفات کی طرف رہتا تھا فرمایا جا اور اس کو قتل کر ڈال۔ عبداللہ بن انیس نے کہا میں نے اس کو دیکھا لیکن عصر کی نماز کا وقت آ گیا، میں نے خیال کیا کہ اگر میں نماز کے لئے دیر کروں تو مجھ میں اور اس میں فاصلہ بہت ہو جائے گا۔ لہٰذا میں چلتا گیا اور اشارے سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے نزدیک پہنچا تو اس نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟

میں نے کہا میں عرب کا باشندہ ہوں اور میں نے یہ سنا ہے کہ تم اس شخص (محمدؐ سے) لڑنے کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو؟ تو میں بھی اس کام میں شرکت کی غرض سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا ہاں میں اسی فکر میں ہوں۔ میں اس کے ساتھ تھوڑی دیر تک چلتا رہا جب میں نے موقع دیکھا تو اس کی گردن پر تلوار رکھ دی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

(ابوداؤد جلد اول باب 440 حدیث نمبر 1335 صفحہ 412)

ملاحظہ فرمایا جنہوں نے زیر دامن رسول صلے اللہ علیہ وسلم تربیت پائی ہے ایرانی ان کی کیسی تصویر پیش کر رہے ہیں۔ یہ سب انتقامی جذبہ ہے۔ اللہ نے ان ہی کے متعلق فرمایا تھا۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (3-118) بغض و نفرت کے بعض جذبات کبھی کبھی ابھر کر ان کی زبان تک آ جاتے ہیں۔ لیکن وہ حسد اور انتقام کی اس آگ کے مقابلے

میں کچھ بھی نہیں جو ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے۔

نماز میں نیند آنے کا بیان۔ بی بی عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آنے لگے تو سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند بھر جائے کیونکہ اگر اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرنا چاہے اور لگے اپنے آپ کو گالیاں دینے۔

(ابوداؤد جلد اول باب 460 حدیث نمبر 1296 صفحہ 430)

استغفار میں اپنے لئے یا کسی اور کے لئے گالیاں تو نہیں دی جاتی، گالی شرفاء کا شیوہ نہیں پھر اپنے آپ کو گالی دینا ایک دیوانے کا کام ہو سکتا ہے کسی صحیح دماغ کا نہیں۔ بات یہ ہے کہ جب اس شخص کی قدر ہونے لگی جس کے پاس کوئی حدیث ہو تو ہر قسم کے لوگوں نے حدیثیں گھڑنی شروع کی، تو جس کی جو سوچ تھی جو دماغ تھا اسی قسم کی بے مطلب حدیثیں میدان میں لائی گئیں۔ یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

☆۔ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورجاء سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جس نے استغفار کیا دل سے ندامت کے ساتھ۔ گناہ سے توبہ کی۔ اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا، اگرچہ دن بھر میں اس سے ستر گناہ سرزد ہو جائیں (تو قابل معافی ہے) (ابوداؤد جلد اول باب 516 حدیث نمبر 1500)

مجوسی شاطر اس حدیث سے مسلمانوں کو گناہ کی ترغیب دے رہے ہیں کہ کرتے رہو گناہ اور پڑھتے رہو استغفار گویا استغفار ریگمال ہے گناہوں کو مٹانے کا۔

☆۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف، مکہ میں مسجد الحرام مدینہ میں میری مسجد کی طرف اور تیسرے بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی طرف۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 76 حدیث نمبر 265 صفحہ 98)

غرض یہ ہے کہ بیت المقدس یعنی (قدس) شہر میں اس بابرکت دور میں مسجد اقصیٰ کے وجود کا تصور نہیں تھا بیت المقدس حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں فتح ہوا۔ اس

وقت وہاں کوئی مسجد ہی نہ تھی۔ عبدالملک بن مروان نے سن 72ھ مطابق 691 عیسوی میں اس مقام پر جہاں حضرت عمرؓ نے صلوٰۃ قائم کی تھی ایک مسجد تعمیر کروائی جسے مسجد اقصیٰ کا نام دیا گیا اور جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ بیت المقدس میں قبلہ اول کا تصور بھی یہودی سازش کا نتیجہ ہے۔ دین سے ناواقف لوگ اسے قبلہ اول کہتے ہیں۔

مگر رب نے ان کی سازش پر چونا پھیر دیا رب کا فرمان ہے۔۔۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (3/96) سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ وہ گھر ہے جو مکّہ میں ہے، برکت والا، ہدایت والا، والوں کے لئے۔ ہدایت گاہ ہے پورے عالم کے لئے۔

تو جب حضورؐ کے دور ہمایونی میں بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ تھی ہی نہیں تو حضورؐ کیسے کہہ سکتے تھے کہ (کجاوے نہ باندھے جائیں سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف، مکہ میں مسجد الحرام مدینہ میں میری مسجد کی طرف اور تیسرے بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی طرف۔ یہ ایرانیوں اور یہودیوں نے بلا سوچے سمجھے بے پر کی اڑائی ہے جھوٹ کو کتنا بھی سچ کا لبادہ اوڑھا دو وہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

☆۔ حضرت ابی کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں لوگوں کو کپڑے کی قلت کی بنا پر اس کی اجازت دی تھی (غسل انزال کے بعد واجب ہوتا ہے دخول سے نہیں) لیکن بعد میں آپ نے (صرف دخول سے) بھی غسل کا حکم فرمایا اور سابقہ اجازت پر ممانعت فرمادی۔ (ابوداؤد جلد اور باب 86 حدیث 214 صفحہ 99)

پانی کی قلت کہہ سکتے تھے کپڑوں کا غسل سے کیا واسطہ۔

☆۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تو نے نکاح کیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کنواری سے کیا یا شوہر دیدہ (بیوہ مطلقہ) سے؟ میں نے عرض کیا شوہر دیدہ سے۔ آپ نے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے کیوں نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 81 حدیث نمبر 280 صفحہ 102)

حضورؐ نے خود بیواؤں سے شادی کی تا کہ ان کی کفالت ہو سکے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو کنواریوں سے شادی کی ترغیب دیتے تھے کہ **تلاعبها وتلاعبك** تا کہ ایک دوسرے کے ساتھ کھیل کھیلا جائے۔ اگر کنواری سے شادی افضل کام تھا تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے اگر بُرا کام تھا تو دوسرے کو کیوں ترغیب دیتے ہیں۔ یہ ماننے والی بات نہیں ہے۔

☆ ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا کہا یارسول اللہ میری بیوی کسی ہاتھ لگانے والے کو نہیں روکتی۔ آپ ؐ نے فرمایا اس کو طلاق دیدو، اس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرا دل اس سے نہ لگا رہے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ پھر رہنے دے اس سے فائدہ اٹھاتا رہو۔ (نہ روکنا اشارہ ہے زنا کی طرف)

(ابوداؤد جلد 2 باب 81 حدیث نمبر 281 صفحہ نمبر 103)

قارئین کرام ابوداؤد حدیث نمبر صفحہ وغیرہ سے اوپر میرا دخل عمل نہیں ہوتا میرا تبصرہ اس سے نیچے ہوتا ہے مثلاً یہ لائن حدیث کا حصہ ہے۔ میرا تبصرہ نہیں ہے۔

(نہ روکنا اشارہ ہے زنا کی طرف)

ایک تیر سے کئی شکار۔ صحابی کی بیوی صحابیہ ہوئی وہ زنا کار ہے صحابی جسے حضورؐ نے علاج بتایا تو صحابی نہیں مانا، تو حضورؐ نے فرمایا پھر ایسے ہی اس سے فائدہ اٹھاتے رہو۔ یہ کیسی تصویر کھینچی ہے ظالموں نے کیا صحابی ایسے تھے؟ اور ان کی بیویاں بدچلن تھیں اور حضورؐ کا حکم کہ طلاق دو اگر نہیں تو اور بھی زنا کرتے ہیں تم بھی اپنا کام چلاتے رہو۔

کیا ہمارے علماء صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ہیں؟۔ ان میں سے کسی کا دھیان ان چھپی ہوئی گالیوں کی طرف نہیں جاتا؟ لیکن رشدیوں کو تو سب کچھ نظر آتا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر "الطاف حسین حالی نے فرمایا تھا۔ کہ اغیار نے مسلمانوں کے منہ پر کالک ملنے کے لئے ہماری دوات سے سیاہی لی ہے۔

☆ ۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ان کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار گزری اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا ذرا سوچو تو سہی تمہارا بھائی کون ہے، دودھ کا رشتہ تو صرف بھوک کا ہے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 86 حدیث نمبر 290 صفحہ نمبر 106)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ کے ساتھ غیر مرد کو دیکھ کر ناراض ہوئے حتیٰ چہرے کا رنگ بدل گیا مگر دوسرے صحابی کی بیوی کو کیا مشورہ دیتے ہیں سنئے اور سر دھنئے۔

☆ ۔حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگی اے اللہ کے رسولؐ! سالم (غیر مرد) کے میرے پاس آنے سے (اپنے خاوند ابو حذیفہؓ) کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ہوتے ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا **ارضعه** اسے اپنا دودھ پلاؤ کہا کس طرح جبکہ وہ تو بڑا آدمی ہے؟ **افتبسم رسول الله صلے الله عليه و سلم.** رسول اللہ مسکرائے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے وہ شیر خوار نہیں بڑا آدمی ہے۔ پھر میں نے ایسا ہی کیا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا اب میں نے اپنے شوہر ابو حذیفہ کے چہرے پر نفرت نہیں دیکھی اور وہ بدری تھے۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث نمبر 1943 صفحہ 51)

بڑی عمر کے آدمی کو چھاتی چسواؤ (**ارضعه**) رضاعی ماں بن جاؤ اس نے کہا بھی کہ وہ تو بڑا آدمی ہے (چھاتی تو بچوں کو چسوائی جاتی ہے) رسولؐ اللہ مسکرائے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے۔

☆ ۔قارئین اس عمل کو رضاعت کبیر کہتے ہیں بڑے کو دودھ پلانا۔ یہ حدیث ہے کہ بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ عائشہؓ صدیقہ کے پاس آئے کہا آیت رجم نہیں مل رہی ہے۔ بی بی عائشہ نے فرمایا۔

أية رجم و رضاعة الكبير عشر و لقد كان في صحيفة تحت سرير فلما مات رسول الله صلے الله عليه و سلم و تشا علنا بمو ته دخل داجن فاكلها ۔ آیت رجم اور بڑی عمر کے آدمی کو دس بار دودھ پلانے کی آیت نازل ہوئی اور

میرے تخت کے نیچے رکھی تھی ہم حضورؐ کی وفات میں مشغول تھے تو ایک بکری اندر آئی اور وہ آیات کھا گئی۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث نمبر 1944 صفحہ 51)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ پہلے قرآن میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوگی مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ مرتبہ دودھ پینا حرمت کے لئے ضروری ٹھہرا۔ بعد میں آپؐ وفات پا گئے یہ آیت قرآن میں پڑھی جاتی تھی۔ (ابوداؤد جلد اول باب 88 حدیث نمبر 294 صفحہ نمبر 108)

قارئین سمجھ گئے ہوں گے اگر کسی لڑکی اور لڑکے نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا تو وہ ایک دوسرے پر حرام ہوں گے یعنی ان کی شادی آپس میں نہیں ہو سکے گی۔ حالانکہ اس سے پہلی والی حدیث میں حضورؐ نے بی بی عائشہؓ سے کہا دودھ کا رشتہ تو صرف بھوک کا رشتہ ہے۔

لیکن نقطہ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ قرآن کریم میں دس یا پانچ بار دودھ پلانے کا ذکر ہی نہیں ہے۔ البتہ مولود کے لئے کاملین عامین یعنی دو سال کا ذکر ہے۔ وہ آیتیں کہاں گئیں جو بقول عائشہؓ صدیقہ تلاوت کی جاتی تھیں۔ اس طرح اہل فارس نے موجودہ قرآن کریم کو بھی مشکوک بنا دیا۔ یعنی بازیچۂ اطفال بنا دیا۔

☆ - قارئین جگر تھام لیجئے۔ یہ وہی فرضی آیات ہیں آیت رجم اور آیت رضاعت کبیر کہ جب ان کو ڈھونڈنے کے لئے حضرت عمرؓ فاروق اور ان کا ساتھی عائشہ صدیقہ کے پاس آئے اور پوچھا کہاں ہے آیت رجم کان نحن نقراء ہم پڑھتے تھے مگر اب وہ نظر نہیں آ رہی ہے۔ عائشہ صدیقہؓ نے کہا برا ہو بکری کا ہم حضورؐ کے وفات، غسل وغیرہ کے کاموں میں مشغول تھے وہ آیتیں پتوں پر لکھیں تھیں ادھر تخت پوش پر پڑی تھیں جنہیں بکری کھا گئی۔

بعد میں حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ قرآن میں لکھ لیں مگر انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے عمرؓ نے قرآن میں اضافہ کیا ہے۔ یوں کرتے ہیں کہ ان کی

تلاوت نہیں ہوگی نگران پر عمل ہوگا۔ یہ جو پاکستان میں رجم کی سزا پر زور دیا جا رہا ہے یہ اسی بکری کھاؤ آیات کی وجہ سے ہے۔ اگر بکری چباؤ آیات کو سچ مانا جائے تو اللہ کا یہ دعویٰ۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (15-9) یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ یہ بھی کالعدم ہوا۔ قرآن بھی مشکوک ہو جائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی داغدار ہو جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔

عربی زبان میں اگر کسی عورت کو کہا جائے کہ اسے اپنا دودھ پلاؤ۔ تو کہیں گے شاربوا حلیبك۔ حلیب دودھ کو کہتے ہیں۔ یا اعطی حلیبك۔ اسے اپنا دودھ دو۔ لیکن "الرضعہ" کے معنی ہیں (TO SUCK (AT THE BREAST) چھاتی سے دودھ چوسنا TO SUCKLE کے معنی ہیں شیر خوارگی۔ کیا تصور ہے اسلام کی، کہ عورت باہر نکلے تو مردوں سے پردہ کرے اور گھر آئے ہوئے پرائے مرد کے منہ میں اپنی چھاتی دے۔ اور یہ الزام قرآن پر کہ پہلے حکم قرآن میں تھا پہلے دس بار پھر پانچ بار جبکہ قرآن اس خرافات سے خالی ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ لعن اللہ علی المحلل و المحلل لہ۔ لعنت فرمائی ہے اللہ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کی جائے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 93 حدیث نمبر 308 صفحہ 113)

محترم قارئین ہمارے ہاں لعنت گالی ہے طاقتور مارتا ہے اور کمزور گالی دیتا ہے جس کا بس نہ چلے وہ گالی سے دل کی بھڑاس نکالتا ہے۔ کیا رب کمزور ہے (نعوذ باللہ) نہیں بلکہ لعنت کے معنے ہیں اللہ کی مہربانیوں سے دور ہو جانا۔

☆ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ باطل ہوگا وہ زانی ہوگا۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 94 حدیث نمبر 310 صفحہ نمبر 114)

قرآن کریم نے رسول اکرم کی بعثت کا مقصد یہ بتایا کہ وَ یَضَعُ عَنۡہُمۡ

إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۔ (7-157) وہ (نسلِ انسانی کے) بوجھ اور گردنوں کے طوق کو اتار پھینکیں گے، جس میں وہ لوگ دبے ہوئے تھے۔ جو آئے اس مقصد کے لئے تھے وہ بھلا غلاموں کے گلوں کے طوق کو اور مضبوط کرتے اور یہ حیثیت انسان کے جو رعایت رب نے انہیں دی تھی نکاح کی اجازت وغیرہ وہ بھی ان سے چھین لیتے؟ یہ ماننے والی بات نہیں ہے۔ **این ساختہ ایران است۔**

رب نے ہماری پہچان یہ بتائی ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (25-73) کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیات بھی پیش کی جاتی ہیں تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے۔ سوچتے ہیں غور کرتے ہیں فکر اور تدبر سے کام لیتے ہیں۔ آج کا انسان یہ نہیں سوچتا کہ کس نے کہا بلکہ یہ سوچتا ہے کہ کیا کہا ہے۔ اگر کوئی کرسچن، کوئی ہندو یا سکھ آپ سے کہے کہ زنا کاری سے بچو تو آپ اس لئے اس کی بات کو اہمیت نہیں دیں گے کہ وہ غیر مسلم ہے؟ نہیں اس نے تو آپ کے سامنے قرآن کا حکم دہرایا۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى (17-32) تو آج کے مسلمان کو مجوسی بزرگ زیادہ عرصہ دینِ حقیقی سے گمراہ نہیں رکھ سکیں گے۔ وہ سمجھ گئے ہیں کہ ایران کے شکست خوردہ عناصر نے ہمارے راستے میں کیا کیا دام فریب پھیلائے ہیں۔ اپنی لچر اور حیا سوز باتوں کے ساتھ جلیل القدر صحابہ کے نام دیئے اور آخر میں بات سرکارِ دو عالم تک پہنچا دی۔ ہمیں راہِ راست سے ہٹانے کے علاوہ ان کا مقصد یہ بھی تھا کہ مسلم امت کا دل اپنے اکابرین سے کالا ہو جائے۔ وہ صحابہ سے نفرت کرنے لگیں۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے حقیقت ہم پر آشکارا ہو چکی ہے۔ ہم اُن سے نفرت نہیں کرتے بلکہ ہم اُن دروغ گوؤں سے نفرت کرتے ہیں جنہوں نے اپنے جھوٹ کے ساتھ ان تابندہ ستاروں کے نام لگائے ہیں جنہیں اللہ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی ہے۔

☆ - ہمارے علماء اکثر کہا کرتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام نے عورتوں کو بہت کچھ دیا ہے بلاشک۔ لیکن جو کچھ دیا تھا وہ مذہب کے ٹھیکیداروں نے ہتھیا لیا۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ اہلِ مذہب کے نزدیک عورت کے ناموس کی

قیمت مٹھی بھر ستو یا چند کھجوریں ہیں۔ سنئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس نے عورت کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجوریں دیں اس نے عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 107 حدیث نمبر 342 صفحہ 123)

چلو مٹھی بھر ستو یا کھجوریں تو کچھ دیر کے لئے کام دے جائیں گی۔ مگر ابوہریرہؓ سے بھی اسی قسم کا قصہ مشہور ہے۔ کہ نکاح کے خواہش مند سے جب حضورؐ نے پوچھا کہ مہر کے لئے کچھ رکھتے ہو؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں، کہا کتنا قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا سورۃ بقرہ یا اس سے متصل ہے۔ حضورؐ نے کہا جا اس کو بیس آیتیں سکھا دے اب یہ تیری بیوی ہے۔ رب کا حکم ہے۔

☆ - اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے لئے کیا حکم ہے۔ سنئے۔

ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے صحبت کرنی چاہی تو حضورؐ نے منع فرما دیا تاوقت کہ وہ پہلے حضرت فاطمہؓ کو کچھ دیدیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یارسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اپنی زرہ ہی دیدو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنی زرہ دیدی اور ان سے ہم بستر ہوئے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 113 حدیث نمبر 359 صفحہ 129)

دوسرے کی بیٹی کا اجر مٹھی ستو یا کھجور اور اپنی بیٹی کا مہر (زرہ) جو اس کے کسی کام کی نہ تھی۔ میرا خیال ہے یہ ایرانی بالکل عقل سے کورے تھے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۔ (4-24)

عام ترجمہ تو اس آیت کریمہ کا یہی ہے کہ پھر جواز دواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے تم ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔ یہ مہر اکثر اس وقت کام آتا ہے جب ان میں طلاق ہو جاتی ہے تو مہر گزر اوقات کے لئے کام آتا ہے۔ آج کل دیہاتوں میں مطلقہ کو اتنا کچھ دے دیا جاتا ہے کہ جس سے وہ چند سلائی مشینیں خرید لے اور دیگر بیواؤں

کو ساتھ رکھ کر روزی کماتی رہے۔ مٹھی بھر ستو یا چند کھجوریں یا سورۃ بقرہ تو پونجی نہیں ہے بلکہ رب کی طرف سے عمل کرنے کا حکم ہے۔ بھلا وہ ایک بیوہ کی کیا مدد کر سکتی ہے؟ مہر کی یہ شکل قرآن کے بھی خلاف ہے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

ملاحظہ فرمایئے ختم الرتبت صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی صحبت کا پتہ بھی صحابہ کو چل گیا اور ہم بستری کا بھی۔ اگر ابوداؤد سے پوچھا جائے یا مترجم سنن ابوداؤد مولانا سرور احمد قاسمی سے یا نظر ثانی کرنے والے مولانا خورشید احمد قاسمی صاحب سے کہ آپ کی صاحبزادی کا جب نکاح ہوا تو ہم بستری کتنے بجے ہوئی؟ اور ہم بستری کے بعد دونوں نے پانی پیا تھا؟ تو آپ سے لڑ پڑیں گے اگر گھرانا رسول اکرمؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان کی نظروں میں کوئی عزت و احترام ہی نہیں، نہ چادر اور چاردیواری کا احترام پھر مہر میں عورت کو زرہ دینا جو وہ اس کے کسی کام کی نہیں، اور زرہ بیوی کو دیکر حضرت علیؓ جنگوں میں کیا پہنتے رہے؟۔ اس کا اس صحابی کو کوئی پتہ نہیں، اگر پتہ ہے تو صرف صحبت اور ہم بستری کا۔ افسوس کہ ایرانی دشمنی میں اتنی دور چلے گئے کہ عصمت رسولؐ کو بھی تار تار کیا

☆ - بصرہ نامی ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں نے ایک پردہ نشین اور باکرہ عورت سے شادی کی۔ جب میں اس کے پاس گیا تو میں نے اس کو حاملہ پایا۔ میں نے یہ واقعہ رسول اللہ سے عرض کیا، فرمایا اس کو مہر ملے گا اس حق کے سبب جس کی بنا پر تیرے لئے اس کی (شرم گاہ) حلال ہوئی اور اس کا بچہ پیدا ہو گا وہ تیرے لئے غلام خادم کے درجے میں ہو گا۔ پھر جب وہ عورت بچہ جن چکے تو تو اس کو کوڑے مار یا فرمایا اس کے کوڑے مار دیا کرنا فرمایا اس کو گرفتار کرو۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 115 حدیث نمبر 364 صفحہ نمبر 130)

ایسی روایات جنہیں وہ حدیث کہتے ہیں اور کیا مقصد ہو سکتا ہے ماسوائے اس کے کہ رسول اکرمؐ کا دور اور اُن کا معاشرہ بدکرداروں اور زناکاروں کا معاشرہ ثابت کیا جائے پھر زبان ملاحظہ ہو تیرے لئے اس کی (شرم گاہ) حلال ہوئی۔ کیا اس کی جگہ کوئی لفظ نہیں تھا، حضورؐ یہ بھی فرما سکتے تھے کہ "جس کیوجہ سے تم پر یہ عورت

حلال ہوئی" وہ تو افصح عرب و عجم تھے۔ شرم گاہ حلال کرنے والے وہ ایرانی تھے جو عربی پر عبور نہیں رکھتے تھے۔ رب ان دروغ گوؤں کو کب کامیاب ہونے دیتا ہے فرمایا۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (8-4) یہی حقیقی مومن ہیں ان کے لئے رب کے ہاں بڑے درجات ہیں ان کے لئے غلطیوں پر درگزر ہے اور بہترین رزق ہے۔ صحابہ کرام کے متعلق دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (8-74) یہی حقیقی مومن ہیں ان کے لئے رب کے ہاں بڑے درجات ہیں ان کے لئے غلطیوں پر درگزر ہے اور بہترین رزق ہے۔

لیکن جو تصویر عجم نے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیش کی ہے، کیا رب ایسے ہی لوگوں سے راضی ہوئے اور انہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی؟ جن کے متعلق روایات یہ ہیں کہ وہ جہاد میں عورتیں تلاش کرتے تھے، اور اگر حضورؐ ان کے لئے انتظام نہ فرماتے (چادر کے بدلے عورت کا) تو وہ اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے؟ یا الٰہی آپ ان غلط روایات پیش کرنے والوں پر عذاب کیوں نہیں نازل فرماتے۔

☆ - حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ اے بھانجے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو تقسیم میں یعنی ہمارے پاس رہنے میں ایک دوسرے پر فوقیت نہیں دیتے تھے بلکہ برابری کرتے تھے اور ایسا دن کبھی کبھی آتا تھا کہ جب آپ ہم سب کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں اور ہر ایک سے قربت نہ کرتے ہوں بجز جماع کے یہاں تک کہ آپؐ جب اس بیوی کے پاس پہنچتے جس کی باری ہوتی تو رات اس کے پاس رہتے۔

☆ - جب سودہؓ بنت زمعہ بوڑھی ہو گئیں اور یہ خیال ہوا کہ کہیں آپؐ اس کو چھوڑ نہ دیں (یعنی طلاق نہ دیدیں) تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کو بخش دی جس کو آپ نے قبول فرما لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سودہؓ ہی کے مسئلہ پر یہ آیت نازل ہوئی تھی یعنی اگر کسی عورت کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ اس کا شوہر اس سے اعراض برتے گا یا زیادتی کرے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح ہی بہتر ہے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 116 حدیث نمبر 368 صفحہ 131)

اس حدیث سے دین کے دشمنوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضورؐ اس قسم کے انسان تھے کہ جو بیوی بوڑھی ہو جاتی تھی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ رہتی یا پرکشش نہ رہتی تو اسے طلاق دینے میں عار نہیں سمجھتے تھے اور بیوی کے پاس جانے کا نمبر بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ اس مقصد کے لئے کہ سودہ بنت زمعہ کام کی نہ رہی تو بی بی عائشہؓ نے قربانی دی اور اس کا بوجھ بھی اپنے سر لیا کہ کہیں اسے طلاق نہ مل جائے۔ کیا کردار ہوتا ہے اس شخص کا کہ بیوی نے ساری زندگی خدمت کی مگر جب وہ بوڑھی ہو جائے تو اسے اس لئے طلاق دی جائے کہ وہ اب.......

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ اس آیت کے نزول کے بعد ہم میں سے اس عورت سے اجازت لیا کرتے تھے جس کی باری ہوتی تھی۔ اس بات کی کہ وہ کسی دوسری بیوی سے ہم بستر ہوں۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 116 حدیث نمبر 369 صفحہ 132)

یہ وہ پردے کی باتیں ہیں جسے کوئی مرد بھی یار دوستوں میں بیان نہیں کر سکتا مگر یہاں عورت وہ بھی زوجہ رسولؐ جو بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی جوان تھی وہ پرائے مردوں سے (HIDDEN) مستور واقعات بیان کر رہی ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے، مگر مخالفین نے جنگ جمل اُن پر تھوپ رکھی ہے اس لئے فحش واقعات انؓ سے منسوب کئے ہیں۔ اسی لئے تو میں ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ لکھتا ہوں۔ اگر ایرانیوں کی یہ باتیں سچ ہوتی تو کیا یہ لوگ اس قابل ہوتے کہ ان کے بارے میں ہم کہتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ ایسے کردار کے حاملوں کے

لئے اللہ کی رضا طلب کرنا اللہ کی ناراضگی اپنے سر لینا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ جب کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، پس قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے اور ہر عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر کرتے سوائے سودہؓ بنت زمعہ کے کیونکہ انہوں نے اپنی باری حضرتؓ عائشہ کو بخش دی تھی۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 116 حدیث نمبر 371 صفحہ 132)

یہاں لکھنا تھا کیونکہ اس نے اپنی باری مجھے دے رکھی تھی۔ کیونکہ یہاں راوی خود عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ مگر مجوسیوں میں اتنی عقل کہاں۔

یہ سب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جنس کا رسیا ثابت کرنے کی سعی ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ایسی تمام حدیثیں ایرانی فیکٹریوں کا مال ہے۔

☆ ۔حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے اور شوہر رات بھر غصے میں رہتا ہے، تو فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 116 حدیث نمبر 374 صفحہ 133)

ملاحظہ فرمایئے شوہر نے گویا دو رکعت نفل با جماعت پڑھنے کے لئے بلایا تھا بیوی نے انکار کیا لہٰذا فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے ہیں۔ صحبت اتنا عظیم فریضہ تھا کہ انکار پر فرشتے بھی ناراض ہو گئے فرشتوں کو بھی میاں بیوی کی صحبت محبوب ہے۔ دراصل ایرانیوں کا مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمان بیوی کے ساتھ پڑا ایسی کچھ کرتا رہے تا کہ اس کی توانائیں ضائع ہوں یہ نکما، ست الوجود، ہڈ حرام، کسلمند، اور کم زور ہو کر ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑا ہونے کے قابل ہی نہ رہے۔ اس کا دم بھی نکلے تو بیوی پر پڑے پڑے۔ اس مقصد میں فارس کامیاب ہوا، آج ترقی یافتہ چھوڑ ترقی پذیر ملکوں میں ہمارا شمار نہیں ہے۔ رہی لعنت تو لعنت تو ایک گالی ہے ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ زور آور طاقتور مارتا ہے کم زور گالیاں دیتا ہے۔ فرشتے تو کم زور نہیں انہیں لعنت

دینے کی کیا ضرورت ہے پکڑ لیتے مردار کو ٹانگ سے اور کھینچتے ہوئے شوہر کی چارپائی آتے میں ڈال لیتے۔

☆ - حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 219 حدیث نمبر 628 صفحہ 225)

مگر اللہ کا فرمان ہے۔ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (6-154) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ہر نفس کو اپنے اعمال کا خمیازہ خود برداشت کرنا ہوگا۔ اسی لئے اللہ کا رسولؐ اللہ کے حکم کے خلاف اپنا حکم پیش کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اللہ نے انہیں خبردار کیا تھا کہ۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (69/44-45-46) اور اگر اس نبی نے خود گھڑی ہوئی کوئی بات ہم سے منسوب کی تو ہم دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ اور یہ بھی فرمایا رب نے۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (3-79) کسی بشر کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ کے علاوہ لوگوں سے اپنے حکم منوائے چاہے اسے کتاب دی گئی ہو اور اسے نبوت سے نوازا گیا ہو۔ مرنے والا مر گیا روزہ دوسرا رکھے۔ اسے گل منے جوگی بھی ہنگی۔ کیونکہ قرآن کے خلاف ہے۔

☆ - حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کی ازواج میں سے ایک عورت نے آپؐ کے ساتھ اعتکاف کیا پس وہ؟ زردی سرخی حیض کی دیکھتیں اور کبھی کبھی ہم مسجد کو تلویث (آلودگی گندگی) سے بچانے کے لئے ان کے نیچے طشت رکھ دیتے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتی ہوتی تھیں۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 258 حدیث نمبر 704 صفحہ 248)

اب اس بارے میں کیا کہیں رب نے تو ایام حیض میں عورت سے دور

رہنے کا حکم دیا ہے۔ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (2-222) حیض کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک وصاف نہ ہو جائے اور زوجہ رسولؐ اکرم حیض کی حالت میں نماز پڑھتی تھیں اور زرد سرخ خون بہتا رہتا تھا۔ این ممکن نیست این دروغ هست۔

حضرت ابو اسامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے سیر و سیاحت کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا میری امت کی سیاحت راہ اللہ میں جہاد ہے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 264 حدیث نمبر 714 صفحہ 251)

یہ بات ہضم نہیں ہو رہی ہے۔ کیونکہ قرآن سے ٹکراتی ہے اللہ کا فرمان ہے۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (9-112) اللہ نے اپنے نبی سے کہا ہے کہ (السَّآئِحُوْنَ) سیاحت کرنے والوں مومنین کو خوشخبری دو۔

حضرت حسنا بنتؓ معاویہ الصریمۃ فرماتی ہیں کہ کہا میرے چچا نے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنت میں کون جائے گا آپ نے فرمایا جنت میں انبیاء ہوں گے، شہید یعنی مومن ہوں گے، ناقص پیدا شدہ بچے ہوں گے اور وہ بچیاں ہوں گی جنہیں زندہ دفنا دیا گیا۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 284 حدیث نمبر 749 صفحہ 265)

واضح ہو کہ حدیث کے عربی متن میں انبیاء کا ذکر نہیں ہے۔ اردو میں ہے۔ و شهيد فى الجنة - شہید کے بعد مومن کا ذکر بھی نہیں ہے اور ناقص بچوں کا ذکر بھی نہیں ہے۔ لہٰذا مترجم مولانا سرور احمد قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند بھروسے کا آدمی نہیں ہے اور یہی حال نظر ثانی کرنے والے مولانا خورشید عالم قاسمی کی بھی ہے ان کی بھی نزدیک کی نظر کمزور معلوم ہوتی ہے۔ البتہ عرض ناشر: لکھنے والے خلیل اشرف عثمانی

صاحب بری ذمہ ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ (ناکارہ خلیل اشرف) لکھا ہے۔ جب ناکارہ ہوا تو اس سے کیا گلہ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب شاہ حبشہ انتقال کر گیا تو لوگ ہم سے بیان کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور برستا ہے۔ ممکن ہے وہ شہید کی موت مرا ہو۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 286 حدیث نمبر 751 صفحہ 265)

پہلی بات تو یہ ہے شہید گواہ کو کہتے ہیں اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو نہیں۔ عربی متن میں شہید ہے ہی نہیں یہ سب مترجم کا کمال اور ہاتھ کی صفائی ہے اور ویسے بھی شاہ حبشہ کسی جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ رہا 'نور' تو نور روشنی کو کہتے ہیں مدینہ منورہ یعنی روشن شہر وہ تو ہر مسلمان کے لئے برکتوں والا شہر ہے۔ البتہ بجلی کے بغیر آجکل پورا پاکستان بے نور ہے۔

☆۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار ایسے شخص سے خوش ہوتا ہے جو راہ خدا میں لڑنے کے لئے نکلتا ہے مگر جب اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگتے ہیں تو یا اپنے فرض پر نگاہ رکھتے ہوئے اپنے فرض کی طرف پلٹتا ہے اور لڑتا ہوا مارا جاتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں دیکھو میرے بندے کو یہ ہمارے ثواب اور نعمتوں کی رغبت میں اور ہمارے عذاب کے خوف سے دشمن کی طرف پلٹا یہاں تک کہ شہید ہوا۔

اس حدیث میں بتایا گیا کہ مسلمان خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس قسم کے لوگ تھے کہ جان بچانے کے لئے میدان جنگ سے بھاگتے تھے۔ مگر جب ایک مسلمان کسی غلط بات کے ساتھ بھی ختم المرتبت (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بابرکت نام دیکھتا ہے تو وہ اس پر تحقیق گناہ سمجھتا ہے۔ لیکن رب کا فرمان ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (25-73) کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیات بھی پیش کی جاتی ہیں تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے۔ (سوچتے ہیں غور کرتے ہیں فکر اور تدبر سے کام لیتے

ہیں) میں اپنے رب کا بہت بہت مشکور ہوں کہ مجھے نگاہ بصیرت دی ہے کہ میں نے قند میں بجھی زہر دیکھ لیا، لیکن تعجب ان لوگوں پر ہے کہ وہ انسانوں کے ٹولے سے تعلق رکھتے ہیں رب نے انہیں دل دماغ دیا ہے آنکھیں کان دیئے ہیں پھر بھی انہیں یہ دام ہم رنگ زمین نظر نہیں آتا، پھولوں میں چھپی زہریلی ڈنک نظر نہیں آتی؟۔ کیا ان کا تعلق اس گروہ سے ہے جس کے متعلق رب کا ارشاد ہے۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَاوَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (7-179) ان کے دل تو ہیں، مگر اس سے کام نہیں لیتے، آنکھیں ہیں مگر اس سے کچھ دکھائی نہیں دیتا اور ان کے کان ہیں مگر اس سے سماعت کا کام نہیں لیتے۔ یہی لوگ جانور ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر ہیں۔ یہ لوگ غافل ہیں۔

جب کوئی اس درجے تک پہنچ جاتا ہے اللہ کی ان نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو پھر۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (2-7) تو اللہ ان کے دلوں کو سیل کر دیتا ہے اور ان کے کانوں بند ہو جاتے ہیں آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے، وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ برنارڈ شا کہتے ہیں کہ بلخ ایک اڑنے والا پرندہ ہے جو جنگل کی آزاد فضا میں رہتے ہیں وہ اب بھی اڑتے ہیں مگر جو پالتو بن کر گھروں میں رہتے ہیں پروں سے کام نہیں لیتے ان میں اڑنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ اور یہی حال مرغے کا ہے جنگلی مرغ کو میں فرلانگ تک اڑتے دیکھا ہے، گھریلو نہیں اڑ سکتا۔ دار العلوم میں پڑھنے والے بھائیوں اس سے پہلے کہ خالق تمہیں دی ہوئی صلاحیت چھین لے، اس سے کام لو۔

قارئین کرام! کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ عقل و خرد کو استعمال نہ کرنے والوں کو رب نے جانوروں سے تشبیہ کیوں دی ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۔ بلکہ جانوروں سے بھی بدتر۔ وجہ یہ ہے کہ جانوروں کو رب نے عقل اور شعور سے نہیں نوازا، لیکن چارا کھاتے ہوئے جب ان کے سامنے گھاس

میں چھپا ہوا زہریلا پودا آتا ہے تو وہ اسے کبھی نہیں کھاتا آگے بڑھ جاتا ہے۔ اسے مارو پیٹو وہ بھوکا مرجائے گا مگر زہریلا پودا نہیں کھائے گا۔ اس کے گدھی میں اس کے خالق نے یہ بخار کھا ہوتا ہے کہ یہ پودا تیرے لئے نقصان دہ ہے۔ اسے نہ کھا وہ مرجائے گا مگر اس پودے کو نہیں کھائے گا۔

انسان کو صاحب عقل وشعور بنایا ہے چاہے وہ اسکول کالج کے بچے ہوں یا دارالعلوم کے بالغ ہوں انہیں جب بھی انتقامی چارے میں زہر میں بجھی ہوئی سوئیاں دی جاتی ہیں تو انہیں کیوں نظر نہیں آتی؟ رب نے اس جرم کی پاداش میں ایسے لوگوں کے بارے میں کہا کہ لَهُمْ قُلُوْبٌ ان کے دل تو ہیں، لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا مگر اس سے کام نہیں لیتے، وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ آنکھیں ہیں مگر اس سے کچھ دکھائی نہیں دیتا لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اور ان کے کان ہیں مگر اس سے سماعت کا کام نہیں لیتے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ یہی لوگ تو جانور ہیں بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یہ لوگ غافل ہیں۔ (7-179)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے حق میں فرمایا کہ ان کے جسم سے لوہے اور چمڑے کی چیزیں اُتار لی جائیں اور ان کو اسی کپڑوں میں خون سمیت دفن کردیا جائے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 572 حدیث نمبر 1357 صفحہ 482)

اعتراض یہ ہے کہ عربی متن میں شہدائے اُحد کے الفاظ ہے ہی نہیں وہاں لکھا ہے "بقتلی اُحد" "مقتولین احد۔ شہید کے الفاظ مترجم کے ہاتھ کی صفائی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عربی میں شہید کا لفظ گواہ اور نگران کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ان کے ہاں شہید اللہ کے راستے میں مارے جانے والوں کو کہتے اگر ایسا ہے تو پھر ان آیت کا کیا کیا جائے جن میں اللہ نے اپنے آپ کو شہید کہا ہے۔

(۱) وَ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ (3-98)

(۲) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا (2-33)

(۳) اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ (6-19)

(۴) اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ (10-46)

(۵) الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ (22-78)

ان سب آیات میں اللہ شہید ہے آخری آیت میں رسول بھی شہید ہیں اور ہم سب بھی شہید ہیں۔ فرمایئے اگر شہید بقول ان کے.......... تو پھر اللہ کو کس نے شہید کیا؟

☆ - حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن (نجومی وغیرہ) کی اجرت کو ناجائز فرمایا ہے (مہر بغی سے مراد وہ پیسہ یا چیز ہے جو زانیہ عورت کو زنا کے بعد بطور اجرت دیا جائے)

(ابوداؤد جلد سوم باب 33 حدیث نمبر 86 صفحہ 40)

عرض یہ ہے کہ بغی کا کلمہ ظلم تعدی کے لئے استعمال ہوتا ہے، بہر حال مترجم کو کلمہ زنا میں جو لطف اور مزہ ملتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ موصوف نے زنا کا لفظ بے دریغ استعمال کیا ہے۔ (زانیہ عورت کو زنا کے بعد) یہ یوں بھی لکھا جا سکتا تھا "پیشہ ور عورت کو بدکاری کے بعد جو پیسہ دیا جائے"۔ یہی تو وجہ ہے کہ بیٹوں اور بیٹیوں والا یہ حدیث کی یہ کتابیں گھر میں کھلی چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ تالہ لگا کر جائے گا۔ جو حضورؐ سے منسوب کیا ہے اس میں بھی زنا کا لفظ نہیں ہے بغی کا لفظ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت معاذ بن جبلؓ کے بعض ساتھیوں سے روایت ہے کہ جب حضور اقدسؐ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا، تو ان سے فرمایا کہ تم کس طرح فیصلہ کرو گے جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہو جائے۔ انھوں

نے فرمایا کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم کتاب اللہ میں وہ فیصلہ نہ پاؤ تو؟ فرمایا کہ رسولؐ اللہ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ حضورؐ نے پوچھا اگر سنت رسول میں بھی نہ پاؤ اور کتاب اللہ میں بھی نہ پاؤ؟ فرمایا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کروں گا۔

دیگر کتب احادیث میں اجماع کا بھی ذکر ہے۔ ابوداؤد میں نہیں ہے۔"

☆ -عروہ، مسور اور مروان سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ حدیبیہ سے تشریف لائے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے نبی کریمؐ نے جب بھی تھوک پھینکا تو وہ ان میں سے کسی آدمی کے ہاتھ پر گرا، جسے وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا۔"

(بخاری جلد دوم کتاب الشروط باب 4 حدیث 4 صفحہ 32)

اپنے وہ ساتھی جنہیں حضورؐ اصحابی کالنجوم ۔(میرے صحابہ مثل آسمان کے تارے ہیں) کہتے تھے ان پر تھوکنا درست نہیں ہوسکتا۔ وہ صحابہ کرام ہند کے باسی نہیں تھے جن کے خون میں الٹی کی ملاوٹ ہے۔ کہ تبرک پیر صاحب کا تھوک جسم پر ملتے تھے۔ ہمارے لئے اُن کا ہر عمل سنت ہے اور اس کی پیروی ہم پر واجب ہے۔ اس طرح اس حدیث یا روایت کی پیروی بھی ہم پر واجب ہو جاتی ہے۔ باتیں کرتے کرتے اپنے ساتھیوں پر تھوکنا سنت رسولؐ ہو جاتا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿2/222﴾ "بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور مطہرین کو دوست رکھتا ہے۔" مطہرین جسم پر تھوک نہیں ملتے۔ بلکہ حضورؐ انہیں اس کی اجازت ہی نہیں دیتے۔ کسی بھی بزرگ ہستی جسے آپ دل سے محترم مانتے ہیں اس کا احترام اسی میں ہے کہ اس کے نقش قدم پر چلا جائے اور اس کے فرمودات پر عمل کیا جائے جو قرآن کریم کے خلاف نہ ہوں۔

☆ -فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے پاس عورتیں نہ تھیں (جن سے اپنی خواہش پوری کرتے) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خصی کیوں نہ ہو جائیں (رات دن کا جھگڑا مٹ جائے) آپؐ نے اس سے منع کیا۔

(بخاری جلد سوم باب 35 حدیث اور صفحہ 64)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے عثمان بن مظعون کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہ دی اگر آپ ان کو اجازت دیتے تو ہم تو خصی ہی ہو جاتے۔ (بخاری جلد سوم باب 37 حدیث 66 صفحہ 65)

یعنی اگر ابن مظعون عورتوں سے دور رہتے تو ہمیں بھی دور رہنا پڑتا اس صورت میں ہم اپنی شہوت کیسے مناتے لہٰذا ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔ مجوسی ایرانیوں نے ان کا آتش کدہ ٹھنڈا کرنے والوں کو اتنا پست کردار کا بتایا ہے کہ عورت کے لئے جیتے تھے اور عورتوں پر مرتے تھے۔ بغیر عورت کے وہ پل بھر رہ نہیں سکتے تھے۔ چاہے اپنی ہو یا پرائی۔

☆ -حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! میں نوجوان آدمی ہوں لیکن بدکاری سے ڈرتا ہوں مگر میرے پاس یہ کچھ نہیں کہ کسی عورت سے نکاح کر سکوں (کیا میں اپنے آپ کو خصی کرلوں؟) یہ بات ابوہریرہؓ نے تین بار کہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہؓ! جو کچھ تمہیں ملا ہے، اُسے لکھ کر قلم خشک ہوگیا، اب تمہاری مرضی ہے کہ اپنے آپ کو خصی کرلو یا نہ کرو۔"

(بخاری جلد سوم کتاب نکاح باب 37 حدیث نمبر 68 صفحہ 65)

ہر حدیث سے یہی عیاں ہے کہ صحابہ کرام جنسی غلبے کے ہاتھوں مجبور تھے ان کو قدم قدم پر عورت کی ضرورت تھی چاہے جس کی بھی ہو اس معاملے میں وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ خصی ہونے کی دھمکی دیتے تھے۔ ہمارے پاکستانی بھائی موجودہ عیاش دور میں روزی روٹی کمانے خلیج اور دور دور ملکوں میں جاتے ہیں، وہاں کئی کئی سال تنہا زندگی گزارتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتیں نہیں ہوتیں اور نہ ہی پرائی عورت کو ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ وہ تو اتنے بے تاب نظر نہیں آتے نہ ہی خصی ہونے کی بات کرتے ہیں۔ کیا صحابہؓ اتنے لوز کیریکٹر کے لوگ تھے کہ وہ عورت کے بغیر چند دن نہیں رہ سکتے تھے۔ کیا ایسے جنسی مریض جنس زدہ کردار کے مالک سندھ والہند، یورپ اور ہسپانیہ، روم اور ایران کو فتح کر سکتے تھے؟ بخاری صاحب اصحاب رسول کی یہ کس قسم کی تصویر پیش کر رہے ہیں؟ اسے تو

مغربی مفکرین دیکھے تو کہتے کہ یہ جھوٹ ہے۔ یہ کسی بدبخت نے انتقامی جذبے کے تحت لکھا ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اس حدیث میں حضورؐ سے یہ بھی کہلوایا کہ تیرے بارے میں لکھ کر قلم خشک ہوگیا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو تقدیر کے لکھے کا قائل کیا ہے۔

ایک بار ابوجہل اور ابوسفیان شاہ حبشہ کے ہاں پہنچے مدد مانگی تو شاہ حبشہ نے کہا مدد تو میں دیدوں گا یہ بتاؤ وہ آدمی کیسا ہے؟ کہا آدمی تو نہایت کھرا ہے بس نقص یہ ہے کہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ اس نے کہا میں ایسے آدمی کے خلاف مدد نہیں دوں گا کہ تم دشمن ہو کر اس کے کھرے پن کا اقرار کرتے ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ یہ بھی سچ کہہ رہا ہو کہ وہ نبی ہے۔

تو ایسی کھرے شخصیت اور اس کے ساتھیوں کے خلاف حیا سوز باتیں کہنا اور لکھنا جس کے کردار کی دشمن تعریف کرے اپنا مقام اور ٹھکانا جہنم میں بنانا ہے۔

حضرت مالکؓ بن ابی مریم فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک مرتبہ عبدالرحمن بن غنم تشریف لائے تو ہم نے آپس میں طلا (انگور کی شراب کی ایک خاص قسم جسے آگ پر پکایا جاتا ہے) کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابومالک اشعریؓ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ سے سنا کہ میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے لیکن اس طرح کہ اس کا نام کوئی دوسرا رکھ لیں گے..........

(ابوداؤد جلد سوم باب 110 حدیث 290 صفحہ 98)

عربی متن میں (انگور جسے عربی میں عنب کہتے ہیں) کا ذکر نہیں اور نہ حجاز میں انگور ہوتے ہیں اس وقت وہاں زیادہ تر کھجور کی شراب بنتی ہوگی مگر مومنین تھا کا ذکر مجوسیوں کے ہاں شراب اور زنا، صحبت اور جماع کے بغیر ناممکن ہے۔ اسی لئے درج کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہ فرمان رسول ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کے سامنے لہسن پیاز کا ذکر کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ ان دونوں میں بھی زیادہ سخت لہسن ہے (بدبو کے اعتبار سے) کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ نبی اکرمؐ نے فرمایا اسے کھایا کرو مگر تم میں سے جو اسے کھائے تو وہ ہماری اس مسجد کے قریب اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ اس کے منہ سے

لہسن کی بدبو چلی نہ جائے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 167 حدیث نمبر 423 صفحہ 134)

سائنس سے ثابت ہے اور اطبا و قدماء سے ثابت ہے کہ لہسن اور پیاز صحت کے لئے مفید ہے۔ اس سے مسلمان کو دور رکھنے کے لئے اس باب میں لاتعداد حدیثیں ہیں۔ کیا روزہ دار کے منہ سے بو نہیں جاتی؟ یہ حضورؐ کا فرمان نہیں ہوسکتا۔

حضرت اسماءؓ بنت یزید بن السکن فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنی اولاد کو خفیہ قتل مت کرو اس لئے کہ مدت رضاعت میں جماع کرنا شہسوار کو اس کے گھوڑے سے پھسلا دیتا ہے کمزوری کی وجہ سے..........

(ابوداؤد جلد سوم باب 198 حدیث 484 صفحہ 149)

ذکر ہوتا ہے جب قیامت کا   بات پہنچی تیری جوانی تک

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں بات کوئی بھی ہو موضوع کچھ بھی ہو جماع صحبت کا ذکر ضرور ہوگا۔ یہ ہے مجوسیوں کی چال اللہ انہیں تباہ کرے۔

☆ ۔حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے پیچھے بیٹھا تھا آپ ایک گدھے پر سوار تھے سورج غروب ہوا چاہتا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا کہ وہ ایک گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 222 حدیث نمبر 604 صفحہ 182)

لیکن بخاری میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ سے حضورؐ نے پوچھا (جب سورج ڈوب رہا تھا) کہ تو جانتا ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ پھر پورب (مشرق) سے نکلنے کی اجازت طلب کرتا ہے، اس کو اجازت دی جاتی ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا مگر اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا وہ پورب سے اجازت مانگے گا لیکن اس کو اجازت نہیں ملے گی بلکہ اس کو حکم ہوگا جدھر (پچھم) سے آیا ہے ادھر ہی

لوٹ جا پھر وہ پچھم (مغرب) سے نکلے گا۔

(بخاری جلد دوم باب نمبر 288صفحہ شمس والقمر حدیث 430)

• ملاحظہ فرمایا ایک حدیث میں عرش کے نیچے سجدہ ریز ہے ابوداؤد کو کہہ دیا کہ سورج بقول رسول اللہ گرم چشمے میں غسل فرماتا ہے؟۔

☆ ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ہناد) کی روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ تکبر میری چادر ہے اور عظمت مرا ازار (دھوتی ،لنگی ،تہبند) ہے۔ جو کوئی مجھ سے اس کے بارے میں جھگڑا کرے گا، میں اسے آگ میں پھینک ڈالوں گا۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 250 حدیث 690 صفحہ 205)

اللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کہا ہے وہ تو قرآن میں موجود ہے یہ تہبند اور چادر والی بات تو قرآن کریم میں نظر نہیں آتی؟۔ اور پھر اس کے بارے میں اللہ سے جھگڑنا کیسا؟ یقیناً ہمارا یہ ایمان ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ من گھڑت روایات درج کی ہیں وہ تو آگ میں ہوں گے لیکن جو لوگ ایرانی فیکٹریوں کا مال ہم تک اور آنے والی نسلوں تک پہنچا رہے ہیں، یارب ان کو بھی جہنم واصل کر دے۔

☆ ۔حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ستکون فتنه جلد ہی ایک فتنہ تمہارے سامنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح نمودار ہونے والا ہے، اس میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر ہوگا۔

اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہے چلنے والے سے اور چلنے والا اس میں جدوجہد کرنے والوں سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا اس میں آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اپنے گھروں میں پناہ لے لو۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 298 حدیث 859 صفحہ 256)

قارئین! قرآن کی اس جہاں بانی اور قائدانہ تعلیم کے رد میں دشمنوں نے کیا حدیث بنائی۔ آگے دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی بلندیوں اور بارش برسنے کی جگہوں پر جائے گا اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 300 حدیث 864 صفحہ 257)

مگر قرآن کی تعلیمات یعنی رب کے ارشادات تو کچھ اور ہیں ملاحظہ ہو۔ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ 9.38) یعنی اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے نکلو تو زمین کو چمٹ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی فانی بے بقا زندگی پر خوش ہو گئے ہو۔

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا ہے۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً (4-95)

مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو بغیر معذوری کے گھر بیٹھے رہتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔ اللہ نے بیٹھنے والوں کے مقابلے میں جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بلند رکھا ہے۔

اگر کوئی چشم بینا رکھتا ہو تو اس ایک ہی آیت کریمہ سے عجمی منصوبہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ ایک بار پھر ملاحظہ فرمایئے کہ فتنہ فساد کو جڑ سے ختم کرنے کا حکم ہے۔ ایسے موقع پر اللہ کے رسول کا کیا حکم ہے؟ (لوگوں نے کہا اس میں آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اپنے گھروں میں پناہ لے لو۔) اور اللہ کا کیا حکم ہے۔ کہ ایسے موقع پر جہاد میں جانے والے اور گھر میں بلا عذر پناہ لینے والوں کا درجہ میرے ہاں یکساں نہیں ہو سکتا۔ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ رسول کا حکم اللہ کے حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

قرآن وارننگ دے رہا ہے بلکہ شکایت کر رہا ہے کہ ایسے مشکل دور میں زمین

سے چھٹ کر گھروں میں نہ بیٹھو، اگر تم مقابلہ کے لئے سامنے نہ آئے تو اگلی آیت میں فرمایا کہ تمہاری ایسی بزدلی سے یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (9.39) تمہارے وطن پر کوئی اور قوم تمہارے بدلے میں قابض ہو جائے گی۔ مگر مجوسیوں نے رسولؐ اللہ کے نام سے حدیث موسوم کر کے پیغام دیا کہ بکریاں لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہو کر بیٹھ جاؤ۔ وطن دوسرے کے لئے چھوڑ دو۔ جبکہ قرآن نے فرمایا کہ تم سے وطن چھیننے والی قوم ایسی ہوگی کہ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا (9.39) یعنی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں لے جا کر وہاں شادی کرنے والے تم اس نئی آنے والی قابض قوم کا بال بھی بیکا نہیں کر سکو گے۔

امت میں اگر کوئی فتنہ نمودار ہو جائے یا دشمن حملہ کر دے تو قرآن کریم مٹی کے انسانوں کو فولاد کا سا مضبوط انسان بنانے کی ترغیب دیتا ہے سامنا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ان کی بنائی ہوئی حدیث فرار کا راستہ بتاتی ہے۔ ہمیں ان سے کوئی شکوہ نہیں ہے وہ تو دشمن ہیں اپنی شکست کا بدلہ لے رہے ہیں، ہمیں بیدار ہو کر ان کے ہر وار کو ناکام کرنا ہے لیکن ہم وہاں ہمت ہار جاتے ہیں جہاں ہم خرافات کے ساتھ صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اپنے پیارے نبی کا نام دیکھتے ہیں تو ہم پھر تحقیق اور تنقید گناہ سمجھتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کا دل اپنے اکابرین کے جنسی، لچر اور بیہودہ کارنامے پڑھ کر ان سے کالا ہو جائے۔ لیکن وہ ناکام رہیں ہیں کیونکہ میں اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لکھتا ہوں کیونکہ مجھے ایرانیوں کے مقابلے میں اللہ کی بات زیادہ عزیز ہے کہ:۔ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (9-100)

مہاجرین اور انصار جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے اور ان کے لئے باغات ہیں جنت کے۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور حضورؐ نے فرمایا میرے اصحاب مثل آسمان کے ستارے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا مثالی کردار ہوگا جب ہی، کیا ایسوں کے لئے درجات ہوتے ہیں کہ جو جہاد جیسے اہم فریضے

میں سرکار دو عالمؐ سے عورتیں طلب کرتے ہیں ورنہ خصی ہونے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ تفصیل آگے گزر چکی ہے۔

☆۔ حضرت اکرمہؓ بن جہل فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اسلام سے پھر جانے والے چند لوگوں کو آگ سے جلوا دیا تھا، جب اس کی اطلاع حضرت ابن عباس کو پہنچی تو فرمایا کہ میں انہیں آگ میں نہیں جلاتا کیونکہ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ دو میں تو انہیں قتل کرتا حضورؐ کے قول کے مطابق کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو اپنا دین اسلام تبدیل کر لے تو اسے قتل کر لو جب اس ارشاد کی اطلاع حضرت علی کو پہنچی تو انہوں نے ابن عباس کی تعریف فرمائی۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 322 حدیث 946 صفحہ 284)

عرض یہ ہے کہ قرآن کریم میں جب مرتد کے لئے سزا ہے ہی نہیں تو پھر حضرت علی کس طرح جلانے کی سزا دے سکتے ہیں۔ سمجھ لیجئے ایک خوب صورت باغ ہے ہر آدمی کا دل چاہتا ہے اندر جانے کو لیکن باغ پر بورڈ لگا ہے آیئے باغ سے لطف اندوز ہویئے مگر ایک بار اندر آ گئے تو باہر نکلنا منع ہے۔ آنے والا اگر باہر نکلے گا تو اس کا سر کاٹ دیا جائے گا۔ کون بے وقوف ہوگا جو اپنی آزادی سلب کرے گا۔ اگر اسلام کی بھی یہی شرط ہوتی کہ جو داخل ہوا اگر وہ باہر نکلے گا تو اس کا سر کاٹ دیا جائے گا۔ تو کوئی اسلام میں داخل نہ ہوتا۔

ارشاد ہوتا ہے مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (5/32) ترجمہ ”جس کسی نے قتل کیا بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا ملک میں فساد برپا کیا ہو تو گویا اس نے سب کو قتل کر دیا“۔ یہ آیت مبارکہ بطور ایک واضح اصول کے نہایت روشن و درخشندہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں کسی ایک فرد کے قتل کرنے کو ساری انسانیت کے قتل کے مرادف بیان کیا گیا ہے اور قتل کی حد درجہ مذمت کر دی ہے اس سے زیادہ پر زور انداز شاید ہی کوئی دوسرا ہو سکے۔

لیکن کسی کو بھی قتل نہ کرنے کے سلسلہ میں یہاں صرف دو استثناء کی گئی ہیں ایک تو قاتل کو قتل کے بدلے میں قتل کرنے کی اجازت ہے (6/153)، اور دوسرے باغی کو بغاوت کے جرم میں قتل کرنے کی اجازت ہے (5/53) اس آیت کریمہ کی یہ دونوں

(اجازتیں) آیات (5/33،6/153) میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور کسی حال میں بھی، کسی جرم کے بدلے، کسی فرد کو قتل نہیں کیا جاسکتا، اس آیت نے ایک ایسا حصار قائم کردیا ہے کہ جس کو کسی حال میں بھی توڑا نہیں جاسکتا۔ اس آیت کریمہ کے پیش نظر ان دو افراد (قاتل و باغی) کے علاوہ کسی کو بھی قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

فلہذا مرتد کا قتل قرآن کے خلاف ہے اور کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے اس آیت کریمہ سے قتل مرتد رجم دونوں کی تردید ہو جاتی ہے۔ حضرت علیؓ ہم سے زیادہ ان احکام سے واقف تھے۔ وہ بھلا کیسے مرتد کو جلا کر مار ڈالتے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (18-29)

تمہارے رب کی طرف سے یہ حق ہے جس کا جی چاہے ایمان لے آئے جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قف قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (2-256) دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ کیونکہ ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی فکر وصوابدید کے مطابق جو مذہب پسند ہو وہ اختیار کرے۔ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا (76-3) ہم نے راستہ دکھا دیا اب چاہے شکر کرنے والا بنے یا کفر اختیار کرے۔ انسان کو پورا پورا اختیار عطا فرمادیا گیا ہے۔

فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَ لَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا (4/137) جو لوگ ایمان لائے اس کے بعد پھر کافر ہو گئے، پھر ایمان لائے اس کے بعد پھر کافر ہو گئے اور پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے تو نہ خدا ان کی مغفرت کرے گا اور نہ انہیں راہ راست کی ہدایت ہی کرے گا۔

یہاں صرف ایک بار مرتد ہونے کا ذکر نہیں ہے بلکہ دو بار مرتد ہونے کا تذکرہ ہے۔ اگر ارتداد کی سزا قتل ہوتی تو پہلی بار ارتداد کے بعد قتل کردیا جاتا دوسری بار ارتداد کی نوبت ہی نہ آتی۔ مرتد کے متعلق یہ حکم نہیں دیا گیا کہ انہیں قتل کردو بلکہ یہ فرمایا کہ ان کی بخشش نہیں ہو سکے گی۔

علاوہ یہ کہ ارتداد (مرتد) کا مادہ ہے "رد" جس کے معنی ہیں واپسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دور میں اگر کوئی دین اسلام چھوڑ دے تو وہ مرتد ہوا یعنی اس راستے پر

چل پڑا جس کو وہ چھوڑ کر آیا تھا واپس گیا، مگر آج کا مسلمان اگر دین اسلام کو چھوڑ دے تو وہ مرتد نہیں کیونکہ وہ وہاں نہیں گیا جہاں سے آیا تھا اس کا تو باپ دادا پردادا سب ہی مسلمان تھے ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ بے شک اس دین میں چلے جاتے ہوں گے یہودیت یا عیسائیت میں۔ جہاں سے وہ آئے تھے۔

☆۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا (عورتوں سے) کہ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود عقلمند سے بیوقوف بنانے والا تم سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔ ایک عورت نے کہا کہ عورتوں کے دین میں اور عقل میں آپ نے کیا کمی پائی ہے؟۔ آپ نے فرمایا کہ عقل کی کمی تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ اور دین کی کمی یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک رمضان میں کئی روزے نہیں رکھتی اور بہت سے ایام میں نماز نہیں پڑتی (حیض اور نفاس کی وجہ سے)

(ابوداؤد جلد سوم باب 402 حدیث 1256 صفحہ 402)

حضور اکرمؐ ایسا کبھی کہہ ہی نہیں سکتے تھے اس لئے کہ اس میں صداقت نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ قانون شہادت میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں نے شہادت دینی ہوگی ورنہ ایک عورت کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگر دوسری خاتون نہ ہو تو گواہی بالکل ہی مسترد۔ یہ تشریح خود ساختہ اور خلاف آداب انسانیت ہے، کہ اس سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فاطمہ الزہراؓ کی گواہی تو نصف ہے کیونکہ وہ عورت ہے اور ابوجہل کی گواہی مکمل ہے کہ وہ مرد ہے۔

قرآن یہ نہیں کہتا۔ بات یوں ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عورت عدالت میں گواہی دیتے وقت گھبرا جاتی ہے۔ ٹھیک طرح سے گواہی نہیں دے سکتی، اندازہ کیجئے رسول اللہ کے زمانے کی عورت کا کیا حال ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار نے فرمایا کہ ایک عورت کے ساتھ دوسری چلی جایا کرے تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری یاد دلائے۔ یعنی دوسری عورت یہ نہ کرے کہ خود ہی گواہی دینی شروع کردے۔ بلکہ گواہ عورت کو یاد دلائے۔ اور اگر شہادت والی عورت عدالت میں نہ گھبرائے تو پھر اس کی بھی ضرورت نہیں جیسے کہ آج عورت جج ہے، وکیل ہے، ڈاکٹر اور انجینئر ہے اسے کیا ضرورت کسی کیلی کو لے

جانے گی۔ اگر اکیلی ایک عورت کی گواہی مرد کے مقابلے پر آدھی مانی جائے گی تو عورت جج کا فیصلہ بھی آدھا مانا جائے گا اور عورت کے جرم کو بھی آدھا تسلیم کرنا پڑے گا۔

پھر یہ گواہی بھی کونسی ہے؟ لین دین قرض کی دستاویز کے تحریر کے متعلق ہے۔ کسی واردات یا حادثہ کے متعلق قطعاً نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک عورت قتل کی چشم دید گواہ ہے مگر عورت ہونے کی وجہ سے اکیلی کی گواہی کو توجہ کے قابل نہ سمجھا جائے گا؟ یا اس نے قاتل کو فرار ہوتے وقت دیکھا، یا اس نے کوئی ایکسیڈنٹ ہوتے ہوئے دیکھا، یا کسی کو چوری کرتے دیکھا اور کسی دوسرے نے نہیں دیکھا تو اس کی گواہی ناکافی ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ط وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ م بِالْعَدْلِ ص وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ ج وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ

مومنوں جب تم آپس میں میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ عدل سے لکھے۔ نیز لکھنے والا جیسے اللہ نے یہ استعداد دی ہے، لکھنے سے انکار بھی نہ کرے۔ اور دستاویز لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وہی دستاویز بول کر لکھوائے۔ اور اللہ سے خوف کرے اور قرض کی رقم کو کم نہ لکھوائے۔ اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور دو آدمیوں کو تم میں سے گواہ بنا لے اگر دو مرد نہ ہوں تو۔ ایک مرد اور دو عورتیں جو تمہیں بہتر لگے۔ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ تا کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔ (2-282) جب طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں............(ترجمہ مولانا محمد خان جالندھری)

کتنی واضح آیت ہے، تمام معاملہ قرض کے لین دین کی دستاویزات کی تحریر کا ہے۔ کہ شہادت اس میں بھی ضروری ہے (اپنی پسند کی عورت لاؤ) اب لفظ شہادت کو ہر جگہ چسپاں کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ رسی اگر کنوئیں سے کسی کو کھینچ کر نکالنے کے کام آتی ہے تو درخت پہ چڑھے آدمی کو کھینچ کر اتارنے کے کام تو نہیں آتی۔ ذرا سوچئے ایک عورت بوقت شہادت دوسری کو بھی ساتھ رکھے اور وہ دوسری اسے بوقت ضرورت یاد دلائے۔ اس طرح تو دوسری بھی گواہ بن جائے گی کیونکہ وہ یاد تو جب ہی دلا سکتی ہے جب اس کے سامنے سب کچھ ہوا ہو۔ تو وہ پھر خود کیوں گواہی نہ دے۔ صرف یاد دلانے تک کیوں محدود رہے؟ وجہ یہ ہے کہ شہادت تو اسی کی کارآمد ہوگی جسے اس مقصد کے لئے پسند کیا گیا ہے۔ دوسری عورت کو تو وہ پسندیدہ عورت ساتھ لائی ہے۔

یہ دستاویزات کے علاوہ اور کوئی معاملہ نہیں ہے۔ اگر یہ دیگر معاملات کی گواہی کا مسئلہ ہوتا تو پھر ایک وارداتیا مجرم واردات کرنے سے پہلے اگر ایک عورت موجود ہوتو اس کی پروانہ کرتا کیونکہ ایک عورت کی گواہی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ یہ تو گواہی نہ ہوئی مذاق بن گیا۔

دستاویزات لکھتے وقت تو وہ کسی دوسری عورت کو بلا سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ دیگر ضروریات زندگی کے لئے گھر سے باہر نکلی ہے۔ وہاں کوئی، واردات قتل چوری ڈکیتی وغیرہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔ تو اس کی شہادت اس لئے قابل قبول نہیں ہوگی کہ وہ عورت ہے؟ اگر ایسی ہی بات ہوتی تو رب کہہ دیتا کہ یہ باہر اگر نکلے تو ساتھ ایک دوسری عورت بھی ہو، تاکہ اگر کوئی واردات ہو تو ایک شہادت اور دوسری یاددہانی کرائے۔ سبحان اللہ کیا تشریح ہے اہل فارس کی اور کیا مقام ہے ان کے ہاں عورت کا۔ پھر تو اس آدھی عورت کو کوئی مرد قتل بھی کردے تو جج اسے کہے گا جاسوچ! اجب تک تو دوسری عورت کو قتل نہ کردے ابھی تو آدھا قاتل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک ممبر اسمبلی نے یہ کہا تھا کہ عورت کی دیت BLOOD MONEY خون بہا بھی آدھی ہے۔

بات رہ گئی ناقص الایمان (ایمان کی کمی) یعنی حیض کی وجہ سے روزہ نماز سے معذوری کی، تو کیا یہ عورت کے بس میں ہے؟ نہیں بالکل اس طرح جس طرح مرد کبھی بچہ نہیں جن سکتا نہ ہی وہ مامتا کے عظیم جذبے سے سرشار ہو سکتا ہے۔ یہ تو رب کی دین ہے، اس وجہ سے عورت کو ناقص ایمان (ایمان میں کم تر) کہنا یا سمجھنا اس کے خالق پر تنقید ہے جو انسان کو کفر کی وادی میں دھکیل دیتی ہے۔ یہ اس عظیم انسان ختم المرتبت صلے اللہ علیہ وسلم کی بات ہو ہی نہیں سکتی، یہ ایرانی فیکٹری کا تیار کردہ مال معلوم ہوتا ہے یا تل ابیب سے درآمد کیا ہوا ہے۔

ہمارے مسجد کے پیش امام صاحب تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ عورت ہر معاملے میں ایمان میں کم تر ہے۔ مثلاً اس کی داڑھی نہیں ہے یعنی عورت داڑھی جیسی اہم سنت سے محروم ہے۔ قارئین فرمایئے اس کو کیا جواب دیا جائے؟ ہے کوئی جواب؟........

☆۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس میں سے نکل جاتا ہے جب وہ فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس اس کے اندر لوٹ آتا ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 403 حدیث 1265 صفحہ 405)

بات کچھ بھی ہو زنا کا ذکر ضروری ہے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ اصحابؓ ایسے تھے اس لئے رسول صلے اللہ علیہ وسلم انہیں نصیحت کرتے رہتے تھے۔

-----------☆☆☆-----------

حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر امت میں مجوسی ہیں میرے امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر نہیں ہے (تقدیر کے منکر ہیں۔ قدریہ) ان میں سے جو مر جائے تو تم اس کے جنازے میں شریک مت ہونا اور جو ان میں بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اور وہ دجال کے گروہ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ان کا حق ہے کہ انہیں دجال سے ملا دے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 404 حدیث نمبر 1267 صفحہ 407)

دنیا کے بیشتر مذاہب تقدیر کے قائل ہیں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو بخت، نصیب، قسمت، حظ اور LUCK کا قائل نہیں۔ اللہ نے قرآن کریم میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ (ہو گا وہی جو میں چاہوں گا تم تقدیر کے زنجیروں میں بندھے ہوئے ہو۔) مجوسی زرتشتیوں نے ہمیں میدان عمل سے نکالنے کے لئے اتنی حدیثیں بھر دیں کہ رہے نام اللہ کا۔ تقدیر عربی لفظ ہے مگر رب نے ان معنوں میں استعمال ہی نہیں کیا جن معنوں میں حدیث میں ہے۔

☆۔ ایک اور حدیث ہے کہ حضرت زید بن اسلمؓ اپنے والد اسلم سے جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے وہ حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ: موسیٰؑ نے التجا کی کہ رب ہمیں آدم علیہ السلام دکھلایئے جنہوں نے ہمیں جنت سے نکالا اور اپنے آپ کو بھی نکالا۔ تو اللہ نے انہیں آدم کی رویت کرا دی، تو موسیٰؑ نے کہا آپ ہمارے باپ ہیں، انہوں نے کہا ہاں! موسیٰؑ نے فرمایا آپ وہ ہیں جن میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور چیزوں کے نام سکھائے اور ملائکوں کو حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ انہوں نے کہا ہاں! تو موسیٰؑ نے فرمایا تو آپ کو پھر کس چیز نے ابھارا کہ آپ نے ہم کو اور اپنے آپ کو جنت سے نکلوایا؟

آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا میں موسیٰؑ ہوں۔ کہا کہ آپ ہی بنی اسرائیل کے نبی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے گفتگو فرمائی کہ آپ کے اور اللہ کے درمیان کوئی فرشتہ (پیامبر) نہیں تھا اُس کی مخلوق میں سے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا تو کیا آپ نے یہ بات نہیں پائی کہ مجھے پیدا کئے جانے سے قبل ہی کتاب اللہ میں یہ بات لکھ دی گئی تھی کہ میں جنت سے ایک لغزش کی پاداش میں نکالا جاؤں گا؟ موسیٰؑ نے فرمایا کہ جی ہاں، تو انہوں نے فرمایا کہ پھر آپ کیوں مجھے ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جس کے بارے میں مجھ سے پہلے اللہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدم موسیٰؑ پر غالب ہو گئے پس آدم موسیٰؑ پر غالب ہو گئے اللہ ان دونوں پر سلامتی فرمائے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب تقدیر 404 حدیث 1277 صفحہ 414)

اس حدیث میں بھی مسلمان کو تقدیر، قسمت کا قائل بنایا گیا ہے۔ رب کا فرمان ہے یا کیلئے آدم کی خطا نہیں تھی۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۔ (2-36) شیطان نے دونوں کو پھسلایا اور نکالا ان کو اس جگہ سے جہاں وہ تھے۔ یہ بات موسیٰ علیہ السلام کو بہ حیثیت پیغمبر معلوم ہونی چاہیے تھی مگر مجوسیوں کا مقصد تو اپنا کام کرنا تھا یعنی فتح مندوں عربوں کو تقدیر کا قائل بنانا تھا۔ تاکہ یہ کسی کام کے نہ رہیں۔

آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ آدم علیہ السلام نے کہا تو کیا آپ نے یہ بات نہیں پائی کہ مجھے پیدا کئے جانے سے قبل ہی کتاب اللہ میں یہ بات لکھ دی گئی تھی کہ میں جنت سے ایک لغزش کی پاداش میں نکالا جاؤں گا؟ موسیٰ نے فرمایا کہ جی ہاں، یعنی آدم کو موسیٰ نے تقدیر کا قائل کر ہی دیا کہ ہر بات پہلے سے لکھی جا چکی ہے اور جو لکھ دی گئی ہو وہ ہو کے رہے گی۔

یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بن خطاب سے جب قرآن کریم کے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا جب آپؐ سے اسی آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، پھر اپنا دایاں ہاتھ جیسے کہ اس کی شان کے لائق ہے ان کی پشت پر پھیرا اور ان کی اولاد کو نکالا پھر فرمایا میں نے ان سب کو جنت کے لئے پیدا کیا اور جنت کے اعمال کے لئے پیدا کیا ہے جو یہ کریں گے۔ پھر دوبارہ ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ایک اور اولاد نکالی اور فرمایا کہ انہیں میں نے دوزخ کے اعمال کے لئے پیدا کیا ہے جو یہ کریں گے۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا یا رسولؐ اللہ پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟

تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب بندہ کو جنت کے لئے پیدا کرتے ہیں تو اس سے اہل جنت کے اعمال کرواتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اہل جنت کے عمل ہی میں مر جاتا

ہے اور اللہ تعالیٰ اس عمل کے ذریعے اسے جنت میں داخل کرتے ہیں۔ اور جس کو دوزخ کے لئے پیدا کرتے ہیں تو اس سے دوزخ جیسے اعمال کرواتے ہیں یہاں تک کہ اسے دوزخ والوں کے اعمال میں کسی عمل پر موت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل کر دیتے ہیں۔

(ابوداؤد جلد سوم باب تقدیر 404 حدیث 1278 صفحہ 414)

☆ - اللہ ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (2-168) اے لوگو زمین پر پاکیزہ حلال چیزیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ یہ اس لئے فرما رہے ہیں کہ اس نے ہمیں جہنمی اعمال کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔ فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ (2-208) اے صاحبان ایمان اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ فرمایا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (6-142) کھاؤ اللہ کے عطا کردہ رزق میں سے اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اگر رب نے ہمیں پیدا ہی شیطانی اعمال کے لئے کیا ہے اور ہمارے نصیب میں لکھ دیا ہے جہنم میں جانا، تو پھر ہمیں شیطان کے پیچھے چلنے سے کیسے منع کر رہا ہے۔ لیکن رب ہمیں صراط مستقیم کی جانب اس لئے بلاتا ہے کہ اس جل جلالہ نے ایسا لکھا ہی نہیں کہ (ہم جس کو دوزخ کے لئے پیدا کرتے ہیں تو اس سے دوزخ جیسے اعمال کرواتے ہیں اور پھر دوزخ میں دھکیل دیتے ہیں) یہ لکھائی آتش پرستوں کی ہے۔

ملاحظہ فرمایا رب نے خود ہی بندے کو جہنم کے لئے پیدا کیا پھر اس سے عمل بھی اہل جہنم جیسے کروائے پھر انہیں جہنم میں ڈال دیا۔ ان بُرے اعمال کی پاداشت میں۔ ہمارے اسکول میں ایک استاد تھے وہ طلباء سے سوال کرتے تھے، پھر جواب بھی

خود ہی دیتے تھے پھر جواب میں نقص نکالتے تھے کہتے تھے یہ جواب غلط ہے۔ نوکر کو رکھا برتن توڑنے کے لئے جب اس نے توڑے تو اسے سزا دی حالانکہ اس نے حکم کی بجا آوری کی لیکن اسے سزا دی۔ یہ تو ظلم ہوا جب کہ رب کا فرمان ہے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(36-54) آج کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم عمل کرتے رہے۔ رب نے انہیں اس عمل کے لئے پیدا نہیں کیا نہ ہی ان سے یہ عمل کروائے بلکہ رب فرماتے ہیں۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

(36/60-61- 2-63)

اے اولادِ آدم کیا میں نے تم کو (پیغمبروں کے ذریعے اور کتابوں کے ذریعے) ہدایت نہیں دی تھی کہ شیطان کی تابعداری مت کرو، اس کے کہے پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی اور اطاعت کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے اس کے باوجود اس نے تم میں سے ایک گروہ کثیر کو گمراہ کر دیا، کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟ یہ وہی جہنم ہے جس کا تم سے (بذریعہ پیغمبر اور کتاب) وعدہ کیا تھا (خبر دی تھی آگاہ کیا گیا تھا) بس اب تم اس میں داخل ہو جاؤ اس کی پاداش میں جو عمل تم کرتے رہے ہو۔

کتنا واضح بیان ہے ہمارے مہربان رب کا کہ جہنم تمہارا ٹھکانہ اس لئے ہے کہ میری ہدایات کے باوجود میری فرمانبرداری اور میرا راستہ چھوڑ کر تم نے شیطان کا راستہ اختیار کیا لہٰذا داخل ہو جاؤ۔

جو کچھ اس بناوٹی حدیث سے پتہ چلا کہ بعض انسانوں کو رب نے پیدا کیا جہنم کے لئے، پھر ان سے جہنمیوں والے کام کرائے پھر انہیں جہنم میں داخل کر دیا، یہ تو ایک کھیل ہوا اسی لئے ہندو دھرم میں سنسار کو بھگوان کی لیلا کہتے ہیں یعنی ناٹک ڈرامہ

اور بھگوان کو نٹ راجن یعنی بڑا ایکٹر؍ ڈائریکٹر کہتے ہیں یہ ایک کھیل ہے۔ لیکن رب نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ۔ (38-27)

ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو بھی اس کے درمیان ہے فضول کھیل تماشا پیدا نہیں کیا جو ایسا گمان کرتے ہیں وہ کفر کرتے ہیں ایسے کافروں کے لئے بربادی ہے جہنم کی آگ سے۔

لیکن جو يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ زمین اور آسمان کی تخلیق پر غور و فکر اور تدبر سے کام لیتے ہیں وہ تو بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (3-191) کہ اے ہمارے رب یہ سب کچھ آپ نے فضول اور بے مقصد (کھیل) نہیں بنایا، آپ پاک ہیں اس سے کہ فضول کام کریں، بس اے ہمارے رب ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائیے۔

ملاحظہ فرمایا جہنم کی آگ سے وہی محفوظ ہوں گے جو اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہوں گے اور زمین و آسمان اور اس کے بیچ جو کچھ ہے اس پر غور کریں گے۔ رب سے یہ کھیل منسوب کرنا کہ وہ خود ہی بندے کو جہنم کے لئے پیدا کرتا ہے، پھر اس سے جہنم والے کام کرواتا ہے، پھر اسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ یہ ایک کھیل ہے رب سے یہ گمان رکھنا ہی کفر ہے لہٰذا حضورؐ سے یہ بناوٹی حدیث منسوب کرنا کفر ہے۔

یہ بھی ایک کھیل ہے کہ وہ بندے کے تقدیر (لائحہ عمل) میں پہلے سے لکھ دیتا ہے کہ فلاں وقت فلاں دن یہ کام کرو گے تو جب وہ کر چکتا ہے یعنی جب اللہ کے تحریری منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے اس رب جلیل کے حکم کی بجا آوری کرتا ہے تو اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور جہنم میں دھکیل دیتا ہے۔ ایسا اگر کوئی مالک اپنے نوکر کے ساتھ کرے گا تو لوگ اس مالک کو ظالم کہیں گے۔

اگر کوئی مالک نوکر سے کہے کہ آج تیری چھٹی ہے جا لاہور گھوم آ؛ دولت دیدے بھاٹی گیٹ، داتا دربار، انارکلی، شاہی مسجد، بادشاہی قلعہ قابلِ دید مقامات ہیں

ان کی سیر کر آؤ۔ لیکن یاد رکھو یہاں ایک گندی جگہ ہے ہیرا منڈی اگر وہاں پائے گئے تو سزا ملے گی۔ اب اگر نوکر ہیرا منڈی میں پایا گیا تو وہ سزاوار یعنی سزا کا حقدار ہے۔ لیکن اگر اسے مالک لسٹ دے کہ جاؤ لاہور کی سیر اس لسٹ کے مطابق کر آؤ اور اس لسٹ میں ہیرا منڈی کا بھی ذکر ہو، وہ نوکر اگر وہاں پایا جائے تو کیا مالک اس کو سزا دینے، ڈانٹنے اور مارنے کا حق رکھتا ہے؟ نہیں کیونکہ مالک نے خود اسے وہاں جانے کی اجازت دی ہے اس نے تو مالک کی فرمانبرداری کی ہے۔

یہی رویہ ہمارے عادل رب کا ہمارے ساتھ ہے وہ ہمیں فرمانبرداری کی سزا نہیں دیتا نافرمانی کی سزا دیتا ہے۔ ہمیں جہنم میں ڈالتا ہے۔ مسلمانوں کو تقدیر کا قائل بنانا مجوسیوں کی سازش ہے کہ یہ تن بہ تقدیر بیٹھا رہے تاکہ زندگی کے دوڑ میں یہ دنیا سے پیچھے رہ جائے۔ اور اس کے سب مہرے مات ہو جائیں۔ یہ بازی ہار جائے۔

خبر نہیں کیا نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

مسلمان کی تو کیفیت یہ ہے کہ۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

اہل فارس نے تقدیر کے دروازے پر بڑا مضبوط تالہ لگایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تقدیر کا انکار کرنے والوں کے ساتھ مجلس آرائی نہ کیا کرو اور نہ ہی ان سے سلام و کلام میں پہل کیا کرو۔

(ابوداؤد جلد سوم باب تقدیر 404 حدیث 1293 صفحہ 419)

☆۔حضرت ابوذرؓ حضور اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے

فرمایا کہ ابن آدم کے ہر جوڑ (پور) پر صبح ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پس ہر ملنے والے پر سلام کرنا صدقہ ہے، اسے نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے، اسے برائی سے روکنا صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے، اپنی بیوی سے جماع کرنا صدقہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ وہ تو اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور یہ شہوت کی تکمیل اس کے لئے صدقہ ہو گی؟ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ یہ شہوت غلط مقام میں پوری کرتا تو گنہگار ہوتا؟ (یقیناً ہوتا صحیح مقام میں جماع کرنے سے صدقہ کا اجر ہے) اور فرمایا ان سب صدقات کو چاشت کی دو رکعت کافی ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 588 حدیث 1802 صفحہ 567)

بات کہیں کی بھی ہو کچھ بھی ہو جماع صحبت شہوت کا ذکر ضرور ہو گا کیونکہ محفل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اسی لئے جماع میں بھی صدقہ ثواب اور خیرات کا ذکر ملے گا۔ مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کے پیغمبر جنس زدہ تھے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جماع زنا کے شوقین تھے ان کی محافل میں کوئی کام کی بات نہیں تھی ماسوائے عورت کے استعمال کے۔ ان کا کیا قصور وہ تو اپنی شکست کا بدلہ لے رہے تھے ہمیں کیا ہو گیا ہے ہماری کیوں عقل ماری گئی ہے کہ ہمیں ان کتابوں میں چھپی ہوئی زہریلی ڈنک نظر نہیں آ رہی ہے۔

****

==چند اقوال==

(☆) زمین کے اندر تمام سونا نیکی کا بدل نہیں ہو سکتا۔ افلاطون۔

(☆) مفلس عوام کو بڑی سے بڑی سیاسی آزادی مطمئن نہیں کر سکتی۔ لینن۔

(☆) میں ان شیروں سے نہیں ڈرتا جن کی قیادت ایک بھیڑ کر رہی ہو البتہ ان بھیڑوں سے ڈرتا ہوں جن کی قیادت ایک شیر کر رہا ہو۔ نپولین۔

(☆) جب ایک حقیقی نابغہ اس دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تم اس کو اس طرح پہچان سکتے ہو کہ تمام کم عقل لوگ اس کے خلاف ایکا کر لیں گے۔ (سوئفٹ)

(☆) یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ سیاست کو پیشہ کے طور پر بھی اختیار کر لیں، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ایماندار بھی رہیں۔ (لوئس ایم۔ہاروے)

(☆) لرزتے ہوئے ہاتھوں سے نشانہ صحیح مقام پر نہیں لگ سکتا اسی طرح پختہ ایمان کے بغیر دین پر جم کر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

(☆) عمل کا ایک ذرہ علم کے ہمالیہ پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔

(☆) روانی کے لئے ٹکراؤ ضروری ہے۔ ندی میں روانی پتھروں سے ٹکراؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

(☆) وہ ایمان جو خالی الفاظ کا مجموعہ سمجھ لیا جائے اور جس کی تصدیق اعمال حیات نہ کریں برف کا ایسا تودہ بن جاتے ہیں جو رگوں میں دوڑانے والے خون گرم کے ہر قطرہ کو منجمد کر کے رکھ دیتا ہے۔

(☆) قانون الٰہی کی رو سے حیات مرگ باشرف کو کہتے ہیں اور موت حیات بے شرف کا نام ہے۔ زندگی مجاہدانہ تگ و تاز سے عبارت ہے اور بے عملی کا دوسرا نام موت ہے۔

****

یہ اقوال معمولی لوگوں کے ہیں، میں حیران ہوں کہ کیا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس قسم کی باتیں نہیں آتی تھیں؟۔ وہ جہاں بھی بیٹھ جاتے تھے اپنی بیگمات کی موجودگی میں صحبت، جماع، منی، انزال، پیشاب اور پاخانے پر بحث ہوتی تھی۔ ایسا نہیں ہے انہیں تو رموز کائنات کا علم تھا ہمیں گمراہ کیا جا رہا ہے۔ کون ہمیں گمراہ کر رہا ہے؟ وہی جس نے چوٹ کھائی ہے شکست کھائی ہے، جس کے آتشکدے مسلمانوں نے ٹھنڈے کئے اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ان کا بادشاہ یزدگرد جان بچاتا پھر رہا تھا بالآخر اپنے ہی آدمی کے ہاتھوں پن چکی میں مارا گیا۔ ہماری کتب میں آپ کو جتنی خرافات نظر آتی ہے یہ ان شکست خوردہ عناصر کی ہے۔ یہ آتش انتقام ہے۔ ہمارے نبیؐ ایسے نہیں تھے۔ ان کو تو رب نے فرمایا۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (68-4) تم اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہو۔

☆۔ سانپوں کو مارنے کی کئی حدیثیں ہیں ان میں سے ایک ہی پیش خدمت ہے۔

حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تمام سانپوں کو قتل کیا کرو جو ان کے انتقام سے ڈر جائے (انہیں چھوڑ دے) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 591 حدیث 1808 صفحہ 569)

سانپ رب کی تخلیق ہے یہ کاٹنے کے لئے نہیں ہے اگر یہ محض ضرر پہنچانے کے لئے ہوتا تو اب تک مٹ جاتا کیونکہ رب کا فرمان ہے۔ وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (13-17) زمین پر بقا اس عمل کو حاصل ہے جس میں انسانوں کے لئے نفع رسانی ہو۔ سانپ نہایت مفید تخلیق ہے اس کے زہر سے مختلف امراض کا علاج ہوتا ہے۔ پوری دنیا کے دوا فروش اور پاکستان کے C.M.H. کے ہر فرد کے ٹوپیوں پر ایک نشان ہوتا ہے کہ سانپ ایک ڈنڈے سے لپٹا ہوا نیچے کی طرف لٹکا ہوا ایک پیالے میں منہ ڈال رہا ہے۔ سانپ تو اس وقت مضر تھا جب تک انسان کے ساتھ علم نہ تھا کہ اس میں بھی شفا ہے انسانوں کے لئے۔ جب پتہ چلا تو یہ بھی انسانیت کا محسن بن گیا۔ مجوسیوں نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرستادہ پیغمبر تھے ہی نہیں اگر وہ پیغمبر ہوتے تو وہ سانپ کے فوائد سے واقف ہوتے اسے کچلنے کا حکم صادر نہ فرماتے۔

مجوسیو! دیکھ لو ہم اللہ کے فضل و کرم سے تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے راز کو پا گئے ہیں کہ یہ تم نہیں تمہارا انتقام بول رہا ہے اللہ کی عزت و اکرام ہمارے دلوں میں جاہ نشین ہے اور اس کے برگزیدہ پیغمبرؐ و صحابہ کرامؓ و ازواج مطہرات کی عزت و احترام میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا، ماتم کرو کہ تم ناکام ہو گئے ہو اور ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔

-----------☆☆☆-----------

صحیح مسلم کی ابتداء میں 13 احادیث ایسی درج ہیں جن میں حضورؐ نے فرمایا کہ

جنہوں نے مجھ سے جھوٹ منسوب کیا وہ آگ میں داخل ہوگا۔ حدیث نمبر (1) اور وہ جہنم
میں ٹھکانہ بنالے حدیث نمبر (2) سے لے کر (13) تک اسی موضوع کی حدیثیں درج
ہیں۔ آپ سوچیں گے اس کتاب میں سچ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا کیونکہ حضورؐ نے جھوٹ ان
سے منسوب کرنے والے کے لئے جہنم میں ٹھکانا بتایا ہے۔ اور اس کتاب میں درج ہے۔
ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ تو باور کرانے کی ناکام کوشش ہے کہ کم از کم اس
کتاب میں کوئی جھوٹ بات نہیں ہے۔ کیونکہ حضور اکرمؐ سے جھوٹ منسوب کرنا جہنم
میں ٹھکانا بنانا ہے۔

☆ - مقدمے میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام
مالک نے فرمایا کہ جان لو کہ وہ آدمی جو ہر سنی سنائی بات کو بیان کردے کبھی (جھوٹ
سے) محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور وہ آدمی جو ہر سنی سنائی بات کو بیان کردے کبھی امام نہیں بن
سکتا۔

(مسلم مقدمہ حدیث 9 صفحہ 159)

اس حدیث نے تو سب کا کام تمام کردیا ہر ایک نے سنی سنائی بات ایک
دوسرے سے بیان کی ہے۔ جن راویوں کے نام لکھے ہیں ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ تھا
جس سے تحقیق کی جاتی۔ بلکہ جس سے سنی وہ بھی وفات پا چکے تھے اور وہ بھی جن سے
انہوں نے سنا حدیث تو کہتے ہی اس بات کو ہیں جو حضورؐ کے زبان مبارک سے نکلی اور
دوسرے کے کان تک پہنچی، ایسا تو ہے نہیں بیچ میں راویوں کی فوج کھڑی ہے۔
اس کسوٹی پر تو صحاح ستہ میں سے کوئی بھی کتاب پوری نہیں اترتی۔ یہ چشمہ تو
حضورؐ کی حیات طیبہ میں مکدر ہو چکا تھا سچ اور جھوٹ آپس میں مل گئے تھے۔ اسی لئے
حضورؐ کو کہنا پڑا کہ "لا تکتبو اعنی غیر القرآن فمن کتب عنی غیر القرآن
فلیمحہ" (مسلم)
میری کوئی بات نہ لکھی جائے قرآن کے علاوہ۔ جس نے لکھی ہو وہ مٹادے۔
یہاں غور کے قابل یہ امر ہے کہ حدیثوں کی اگر دینی حیثیت ہوتی تو خود رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس شدت کے ساتھ اس کی کتابت کو نہ روکتے۔ بلکہ اس کے خلاف
اس کی حفاظت کی کوشش کرتے۔ اگر کسی روایت (جنہیں یہ حضرات حدیث کہتے ہیں)
میں بے ربطگی نظر آئے تو وہ میری طرف سے نہیں ہے ترجمان جانے اور اس کا کام
جانے۔ اس میں کمی اور بیشی کو میں نہ صرف ادبی خیانت سمجھتا ہوں بلکہ دینی خیانت بھی
سمجھتا ہوں)

☆ - حضرت ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو
خط لکھا اور ان سے مطالبہ کیا کہ میرے واسطے ایک کتاب لکھ دیں (احادیث جمع کر
دیں) اور اس میں ان احادیث کو چھپالیں جن میں کلام ہے اور عام آدمی ان کے بارے
میں غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔ انہیں جمع نہ کریں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ لڑکا (ابن
ملیکہ) اچھی نصیحت کرنے والا ہے خیر خواہ ہے۔ میں اس کے واسطے حدیث منتخب کروں
گا جو اس کے لئے نافع ہوں گی۔ اور بہت سی حدیث چھپالوں گا، پھر ابن عباسؓ نے
حضرت علیؓ کے فیصلوں کی کتاب کو منگوایا اور اس میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بہت سی
باتوں پر سرسری سے گزرتے چلے گئے (یعنی انہیں لکھا نہیں) اور ان کے بارے میں
ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم علیؓ نے یہ فیصلے نہیں کئے اگر کئے تو وہ (یکون ضل) گمراہ
ہوئے۔

(مسلم جلد اول مقدمہ حدیث 21 صفحہ 162)

جب خلیفہ چہارم کو بھی گمراہ کردیا تو باقیوں کا تو اللہ مالک ہے۔
جن حدیثوں کا ہم تک پہنچنے سے پہلے یہ حال تھا، اب ان کی کیا پوزیشن ہوگئی
ہوگی؟ اور یہ راوی اور صحابہ ایک دوسرے کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں راوی کا
انگریزی ترجمہ ہے (Storyteller) قصہ گو۔ یہ ترجمہ درست ہے۔ اگر ان کی
روائتوں کو سچ مان لیا جائے تو انہوں نے دین کی کوئی گتھی نہیں سلجھائی چسکے لے لے کر
جنسی قصے سنائے ہیں۔ یا توڑ مروڑ کر کچھ تاریخی واقعات سنائے ہیں اور یہ مصالحہ تعمیر
دین میں کام نہیں دیتا۔ نہ ہی قانون شہادت میں کام آتا ہے۔ اگر جج کہے کہ یہ واقعہ

آپ نے خود دیکھا ہے، یا فلاں کو کہتے خود سنا ہے؟ اور آپ جواب دیں کہ نہیں حضور میں نے سنا ہے فلاں سے، اس کو بتایا فلاں نے، اسے کہا اس کے باپ نے اور اس کے باپ نے سنا تھا چوہدری رب نواز سے............ جج چوبدار سے کہے گا اس مردود کو باہر نکال دو چوبدار ایک دو لاتیں پچھلے مقام پر دے کرائے کمرہ عدالت سے باہر کر دے گا۔ عدالت وہ شہادت قبول کرتی ہے جو خود دیکھا یا کسی کو کہتے سنا ہو۔ کوئی راوی تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے سنا ہے زید سے مگر زید نے سنا ہے عمر سے اس کی اس کے پاس کوئی تصدیق نہیں ہے کیوں کہ عمر اب دنیا میں موجود ہی نہیں ہے لہٰذا یہ سلسلہ تو ٹوٹ گیا۔ ختم ہو گیا۔

☆ ۔ جب سفیان باہر نکلے تو میں نے عباد سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ جھوٹا ہے۔ (مسلم جلد اول مقدمہ حدیث 39 صفحہ 168)

پھر میں محمد بن یحییٰ بن سعید سے ملا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے کہا کہ صلحا اور صوفی لوگوں کو روایت حدیث میں سب سے زیادہ جھوٹا دیکھو گے۔ امام مسلم فرماتے ہیں کہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ ان کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔

(مسلم جلد اول مقدمہ حدیث 40۔ صفحہ 168۔)

شعبیؒ فرماتے ہیں کہ اعور جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مقدمہ حدیث 44

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ حارث پر جھوٹ کا الزام ہے۔

(مقدمہ حدیث 48 صفحہ 171)

جھوٹی حدیث سننے کے بعد مرہ اپنے گھر تلوار لینے گیا تو حارث بھاگ گیا۔

(مقدمہ حدیث 49 صفحہ 171)

مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم کی روایات سے بچو کیونکہ وہ دونوں جھوٹے ہیں۔ (مقدمہ حدیث 50۔ صفحہ 171)

ہم نے جابر کی روایات ترک کر دیں کیونکہ اس پر جھوٹ کا الزام ہے۔

(مقدمہ حدیث 54 صفحہ 172)

زہیر نے کہا کہ جابر کو یہ کہتے سنا کہ اس کے ساتھ پچاس ہزار حدیثیں ہیں۔

(مقدمہ حدیث 56 صفحہ 173)

حماد بن زید کہتے ہیں کہ ہمارا پڑوسی ایوب اگر دو کھجوروں پر گواہی دے تو میں اسے بھی جائز نہیں سمجھتا کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔ (مقدمہ حدیث 61 صفحہ 174)

ابو جعفر الہاشمی اچھی باتوں کو بطور حدیث گھڑ لیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ حدیث نہیں ہوتی تھیں۔ (مقدمہ حدیث 65 صفحہ 176)

ایوب نے فرمایا کہ عمرو بن عبید نے جھوٹ کہا۔ (مقدمہ حدیث 69۔ صفحہ 177)

حماد نے فرمایا کہ صالح نے جھوٹ بیان کیا۔

(مقدمہ حدیث 73 صفحہ 177)

قارئین کرام اس جھوٹ کی فہرست بنانے کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ نمونے کے طور پر (مشتے نمونہ از خروارے) یہ چند روایات قبول کر لیجئے۔ آپ سوچیں گے کہ مجوسیوں نے اپنے علم حدیث اور راویوں کے خلاف یہ دفتر سیاہ کیوں کئے؟ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اتنے راست باز ہیں کہ اپنے راویوں کے بارے میں بھی سچ لکھ رہے ہیں تو آگے جو حدیثیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و ازواج مطہرات کے خلاف آ رہی ہیں انہیں بھی ہماری راست بازی کی روشنی میں سچ سمجھئے اور قبول کیجئے۔

میں اور حمید بن عبد الرحمٰن حج یا عمرے کے ارادے سے چلے ہم نے آپس میں کہا کہ کاش ہمیں رسول اللہؐ کے صحابہ کرام میں سے کوئی ایک مل جائے تو ہم ان سے مسئلہ تقدیر کے بارے میں پوچھیں۔

پس حسن اتفاق سے ہمیں عبد اللہ بن عمر مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے تو میں نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن ہماری طرف کچھ ایسے لوگ سامنے آئے ہیں جو قرآن کریم پڑھتے ہیں اور علم کی جستجو کرتے ہیں...... وہ لوگ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ تقدیر

کوئی چیز نہیں ہے۔ تمام معاملات اچانک ہو جاتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب تم ان سے ملو تو انہیں بتلاؤ کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں، میرا ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم عبداللہ بن عمر کھاتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی شخص کے پاس اُحد کے برابر سونا ہو اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو بھی اللہ اس کے اس عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے یہاں تک کہ وہ تقدیر کا قائل ہو جائے۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 1 صفحہ 200)

اس ایک نمبر حدیث کے بعد پورا باب یعنی کتاب الایمان تقدیر پر ختم ہے ہے۔ یہی زور لگایا گیا ہے کہ لوگ تقدیر کو مان لیں اور بے دست و پا بیٹھ جائیں۔ اور مجوسی اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے، مسلمانوں کی بربادی اور بدحالی میں بڑا سبب تقدیر کی زنجیروں کا ہے جس میں مسلمان جکڑا ہوا ہے۔ اگر ہم دشمن سے جنگ ہار جائیں تو کہتے ہیں کیا کریں قسمت میں لکھا تھا۔ لڑکا امتحان میں فیل ہو جائے تو تقدیر میں لکھا تھا، تقدیر سے کوئی لڑ تو نہیں سکتا۔ اگر برسات ہوئی اور کھڑی فصل تباہ ہوئی تو نصیب میں یہی تھا۔ اگر مائی بختاور کا جوان لڑکا بیمار ہو کر مر گیا تو تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے؟ ریٹائرڈ صوبیدار گل کریم کو ملٹری چھوڑے بیس سال ہو گئے تھے، لڑکا رات دیر سے آیا سوچا ماں باپ کو کیا جگاؤں دیوار پھاند کر چلا جاؤں گا، باپ نے چور سمجھ کر گولی ماردی، لڑکا دو گھنٹے بعد مر گیا۔ صبح ہم پوچھنے گئے میں نے پوچھا یہ کیا ہوا؟

کہا یار بیس سال پہلے میں چند گولیاں اپنے ساتھ ملٹری سے لایا تھا، اس میں یہ ایک ہی گولی بچی تھی اس پر میرے بیٹے کا نام لکھا تھا مجھے کیا پتہ تھا اگر پتہ ہوتا تو پھینک دیتا۔

ترقی یافتہ قومیں اگر جنگ ہارتی ہیں تو بیٹھ کر تقدیر کا رونا نہیں روتی، سوچتی ہیں ہر زاویے پر غور کرتی ہیں کہ کن وجوہات کی بنا پر ہم نے جنگ ہاری ہے۔ ہمارے جرنیل شرابی تھے، یا ہمارے پاس میراج نہیں تھے یا F-16 کی کمی تھی، پھر وہ اس کمی کو دور کرتے ہیں دوبارہ لڑتے ہیں سہ بارہ لڑتے ہیں حتیٰ کہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

لڑکا کھیلتا رہتا ہے، رات دیر سے گھر آتا ہے پڑھائی میں دل نہیں لگاتا، جب امتحان قریب ہوتے ہیں تو رٹ جگا کرتا ہے، تو ایسے لڑکے کے تو باپ نے بھی فیل ہونا ہے۔ یہاں تقدیر کہاں گھس آئی؟

اللہ ظالم نہیں کہ کسان کی محنت عبث چلی جائے اور وہ روتا رہے۔ اس کا عمل اس کی کھیتی کے لئے درست نہیں ہوگا۔ دوسرے ممالک میں محکمہ موسمیات کے مشورے سے کاشت اور کٹائی ہوتی ہے وہ برسات کا پہلے سے بتا دیتے ہیں۔ کسان ٹریکٹر کے ذریعے ایک ہی دن میں پورے گاؤں کی فصل کاٹ کر گندم بوریوں میں بھر کر گھر گودام میں لے جاتے ہیں قبل اس کے کہ بارش ان کی کھڑی فصل کو برباد کر دے۔

صوبیدار گل کریم کا معاملہ یہ ہے کہ گولی پر نام نہیں لکھا ہوتا ہے یہ سراسر اس کی غلطی تھی۔ بیٹے کو دیر تک باہر رہنے سے منع کرتا یا اسے چابی دیتا کہ دیر سے آئے تو خود دروازہ کھول لے، گولی مارنے سے پہلے آواز دیتا کہ کون ہے؟ بیٹا بھی باپ کو خبردار کرتا کہ میں ہوں بہت سی گولیوں پر نام نہیں لکھا ہوتا۔ کراچی میں اپنے تایا کہ ہاں ایک مہمان نوجوان آیا تھا اس کی عادت تھی دیر سے گھر آنے کی، تایا نے سمجھایا کہ دیر سے نہ آیا کرو یہ کراچی ہے۔ نوجوان نے کہا جس گولی پر میرا نام نہیں لکھا وہ مجھے نہیں مار سکتی تایا نے کہا یہاں اکثر گولیوں پر لکھا ہوتا ہے۔

TO HIM AT MAY CONCERN

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے اپنے چچا ابو طالب سے ان کی موت کے وقت فرمایا لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے قیامت کے روز میں آپ کے لئے گواہی دوں گا (ایمان کی) لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (28-56)

آگے صرف کلمہ شہادت پر بخشش اور دخول الجنت کی لاتعداد حدیثیں گزر چکی ہیں مثلاً رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور محمد رسول اللہ کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کر دی۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان حدیث 47 صفحہ 236)

حالانکہ رب کا فرمان ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ (2-214) کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ تم یونہی جنت میں داخل کر دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ کچھ نہیں گزرا جو تم سے پہلے ایمان والوں پر گزر چکا ہے۔ ان پر اتنی سختیاں مصیبتیں گزریں کہ ہلا مارے گئے حتیٰ کہ رسول اور اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟۔

☆ - جوتوں کے بدلے جنت کا حصول۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرمؐ کو تلاش کرتے ہوئے باغ میں پہنچے تو حضورؐ نے اپنے جوتے مبارک ابو ہریرہؓ کو دیے اور فرمایا کہ باہر جس شخص سے ملو اور وہ دل کی سچائی سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو اسے یہ دیدینا اور اسے جنت کی بشارت دیدو۔ میں باہر نکلا تو حضرت عمرؓ ملے کہا ابو ہریرہ یہ جوتے کیسے، میں نے کہا رسول اکرمؐ کے نعلین مبارک ہیں اور میں نے پوری بات بتادی۔ یہ سن کر عمرؓ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر اتنے زور سے مارا کہ میں کولہوں کے بل گر پڑا، کہا واپس لوٹ جاؤ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے جا کر سارا ماجرہ سنایا آپؐ نے عمرؓ سے پوچھا تمہارے اس فعل کی کیا وجہ ہے؟

عمرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ایسا مت کیجئے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کرلیں گے (اور عمل وغیرہ چھوڑ دیں گے) لہذا آپ انہیں اعمال میں لگے رہنے دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا اچھا انہیں عمل میں رہنے دیں۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان حدیث 52 صفحہ 239)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ حصول جنت اعمال صالحہ کے بدلے میں ہے یونہی نہیں ملتی۔ نبی کریمؐ کے نعلین، تلوار، زرہ بکتر، نیزہ اور اونٹنی کے

بدلے نہیں ہے۔ نہ ہی (انؐ) کا بلغم اور تھوک جسم پر ملنے سے جنت ملتی ہے۔ جوتوں سے ایک آدمی کو جنت کا پروانہ ملے گا باقی امت کیا کرے گی؟۔ ابھی ابھی مارلن مونرو (زمانے سے مری ہوئی امریکی اداکارہ کا لباس نیلام ہوا) کچھ دن قبل مائیکل جیکسن کے کپڑے لاکھوں ڈالر میں نیلام ہوئے، میں ہوتا تو اس بندر نما کے کپڑوں کو ہاتھ لگانا بھی عیب سمجھتا۔ جاوید میانداد کا بیٹ جس سے شارجہ میں چھکا لگایا تھا 17 لاکھ کو نیلام ہوا تھا، جس نے خریدا کیا کٹ کی تمام مہارت اس میں حلول کرگئی؟

جوتوں کے بدلے جنت کے حصول کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ سے ان کے صحابہؓ زیادہ دانش مند تھے اور وہ غلط بات کو خاطر میں نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ سرکار دو جہاں کو اپنی غلطی تسلیم کرنی پڑی۔ اور صحابہ کرامؓ آپس میں مار کٹائی بھی کرتے تھے۔ وہ عمرؓ جو بلال حبشیؓ کے احترام میں اٹھ کر کہتے تھے (جَاءَ سَيِّدُنَا بِلَالٌ) ہمارے سردار بلال تشریف لارہے ہیں اور وہ ابو ہریرہؓ کے پیٹ میں گھونسا مارتے تھے؟۔ وہ ایک دوسرے کو مارتے نہ تھے احترام کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔ (8-63) اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے گئے آپ روئے زمین کی ساری دولت صرف کر کے بھی ان کے دل نہیں جوڑ سکتے تھے۔ وہ اللہ ہے جس نے ان کے دل آپس میں جوڑے۔ یقیناً وہ بڑا زبردست دانا ہے۔ رب نے جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ ہے" أَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ" یعنی ان کے دل آپس میں ایسے بل کھائے ہوئے ہیں جیسے رسی کے دو لڑ بل کھا کر ایک دوسرے میں پیوست ہو کر ایک نظر آئے۔ ایسی ہستیاں ایک دوسرے کو گھونسا مار سکتی ہیں؟۔ آتش پرستوں تمہارا خانہ خراب ہو۔

☆ - کچھ روایات اس کتاب میں ایسی درج ہیں جن کا نہ سر ہے نہ پیر ان کو اللہ کے رسولؐ سے منسوب کرنا توہین رسالت ہے۔ مثلاً حضرت ابو مسعود انصاری

سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرمؐ نے اپنے دست مبارک سے یمن کی طرف اشارہ
فرمایا اور کہا آگاہ رہو ایمان وہاں ہے، اور بے شک قساوت اور دل کی سختیاں
جانوروں سے (اونٹوں کے) چرانے والوں سے ہوتی ہے اونٹوں کی دموں کی جڑ
کے پاس جہاں سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں، ربیعہ اور مضر میں (یمن کے دو
قبائل ہیں)

(مسلم جلد اول باب 21 حدیث 85 صفحہ 260)

ہزاروں بے معنوں حدیثوں میں سے یہ ایک ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جلدی کرو نیک
اعمال میں فتنوں سے پہلے پہلے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (پے در پے
آئیں گے) صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر
اور دنیا کے معمولی سامان مال کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔

(مسلم جلد اول باب 51 حدیث 215 صفحہ 314)

منصور بن عبدالرحمٰن شعبیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت
جریرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو غلام بھی اپنے آقا سے بھاگ جائے اس نے کفر کیا
یہاں تک کہ وہ واپس آجائے تو منصور نے کہا خدا کی قسم! یہ حدیث نبی اکرمؐ سے
مروی ہے لیکن میں نہیں پسند کرتا کہ یہ حدیث بصرہ میں مجھ سے روایت کی جائے
(اس واسطے میں نے مرفوعاً بیان کرنے کے بجائے حضرت جریرؓ پر موقوف کی)

(مسلم جلد اول باب 31 حدیث 132 صفحہ 276)

طارق بن زیادؒ کہتے ہیں نماز عید سے قبل خطبہ کا رواج سب سے پہلے
مروان (بن حکم خلیفہ بنوامیہ) نے شروع کیا تو ایک آدمی کھڑا ہوا کہا کہ نماز خطبہ
سے قبل ہے، مروان نے کہا یہ سلسلہ یہاں پر ترک کر دیا گیا۔

(مسلم جلد اول باب 20 حدیث 81 صفحہ 257)

☆ - حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرمؐ سے سنا کہ

.... جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا اسے کہا کہ اللہ کے دشمن اور
حقیقتاً وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کہنا کفر اسی کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔

(مسلم جلد اول باب 27 حدیث 121 صفحہ 273)

یہاں پاک و ہند میں تو تقریباً تمام علماء بشمول مفتی محمود، ابوالاعلیٰ مودودی،
سرسید احمد خان، علامہ اقبال اور علامہ پرویز سب ہی کفر کے فتوؤں میں لپٹے ہوئے
ہیں۔ ایک بار پھر حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ (اگر حقیقتاً وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کہنا کفر اسی
کہنے والے کی طرف لوٹے گا) مطلب یہ کہ کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ چلو
اچھا ہوا خس کم جہاں پاک۔

☆ - عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا اے طبقہ
خواتین! صدقہ دیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے تمہیں دیکھا ہے
کہ جہنم میں سب سے زیادہ تم ہی ہو۔

ان میں سے ایک صاحب الرائے خاتون کہنے لگی ہم کس وجہ سے جہنم میں
سب سے زیادہ ہیں؟ فرمایا کہ تم طعن بہت کرتی ہو۔ اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی
ہو۔ میں نے تم سے کم عقل اور ناقص دین کوئی نہیں دیکھا۔ کہ صاحب عقل و دانش پر
غالب آجاتی ہو۔ وہ خاتون کہنے لگی یا رسول اللہ ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ فرمایا
کہ عقل کی کمی تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر (اللہ تعالیٰ نے کر دی) ہے
یہ عقل میں کمی کی وجہ سے ہے۔ اور تم چند دن اور رات اس حالت میں رہتی ہو کہ نہ نماز پڑھتی
ہو اور نہ روزہ رکھتی ہو۔ رمضان میں یہ دین میں کمی ہے۔

(مسلم جلد اول باب 34 حدیث 145 صفحہ 281)

یہ حدیث اسی کتاب میں (ابوداؤد) سے پہلے بھی گزر چکی ہے دوبارہ
دینے کی وجہ یہ ہے کہ قارئین کو پتہ چلے کہ توہین رسول اکرمؐ ہو یا دیگر معاملات ان
معاملات میں سب کا ایکا تھا اتفاق تھا۔ یہ دیکھئے کہ ایام حیض میں اگر عورت نماز
روزہ نہیں رکھتی تو اس میں اس بیچاری کا کیا قصور۔ داڑھی جیسی سنت سے اگر وہ محروم

ہے تو اس کا کیا دوش؟ اگر اس وجہ سے وہ کم عقل اور کم ایمان ہے تو مرد جس کے سر پر تین عورتوں کی کم عقلی اور کم ایمانی کا بوجھ ہے وہ کیسے صاحب عقل کہلا سکتا ہے۔ ایک تو وہ عورت ہے جس نے اس کو جنا، (آم سے آم پیدا ہوگا اور انار سے انار) دوسری نانی جس سے اس کی ماں پیدا ہوئی، اور تیسری دادی جس نے اس کے باپ کو جنم دیا، ان تین عقل اور دین میں کم تر عورتوں سے پیدا شدہ مرد عقل مند اور دین میں کامل کیسے ہو سکتا ہے؟۔ عورت کم عقل اور کم تر ایمان والی" ایسی بے تکی بات کوئی دشمن ہی حضورؐ سے منسوب کر سکتا ہے عام مسلمان نہیں۔ رہی یہ بات کہ ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی ہے تو حضورؐ صاحب قرآن تھے انہی پر قرآن پاک نازل ہوا تھا وہ ایرانی نہیں تھے بنی ہاشم کے معزز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اہل زبان تھے عربی جانتے تھے، یہ جانتے تھے کہ قرآن میں ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی کا کہیں ذکر ہی نہیں۔

بات یوں ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عورت عدالت میں گواہی دیتے وقت گھبرا جاتی ہے۔ ٹھیک طرح سے گواہی نہیں دے سکتی، اندازہ کیجئے رسولؐ اللہ کے زمانے کی عورت کا کیا حال ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار نے فرمایا کہ ایک عورت کے ساتھ دوسری چلی جایا کرے تا کہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔ یعنی دوسری عورت یہ نہ کرے کہ خود ہی گواہی دینی شروع کر دے۔ بلکہ گواہ عورت کو یاد دلائے اور یہ گواہی بھی صرف تمسکات، دستاویزات کی ہے اس کی علاوہ نہیں۔

مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ (2-282) تحریری دستاویزات کے لئے دو مرد اگر نہ ملے تو ایک مرد اور دو عورتیں جو گواہی کے لئے راضی ہوں اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے۔

ایک مرد کے مقابلے پر دو عورتیں گواہی دیں یہ قرآن کے خلاف ہے نبی کریم

قرآن کے خلاف کوئی بات کہہ ہی نہیں سکتے تھے۔

☆ - ابو ذر غفاری حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے مجھے بشارت دی کہ آپ کی امت میں سے جو شخص اس حال میں وفات پائے کہ شرک نہیں کرتا تھا اللہ کے ساتھ تو وہ جنت میں جائیگا میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اگرچہ وہ زنا کاری کرتا ہو اگر وہ چوری کرتا ہو؟ آپؐ نے فرمایا اگر وہ زنا کرے وہ چوری کرے تب بھی۔

(مسلم جلد اول باب 40 حدیث 174 صفحہ 294)

(مسلم جلد اول باب 40 حدیث 175 صفحہ 295)

یہ حدیث بخاری جلد اول کتاب الجنائز میں بھی ہے مگر اس طرح کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں ایک آنے والے نے آ کر خبر دی کہ ...... باقی مندرجات یکساں ہے۔

رہی یہ بات کہ معمولی مال کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالے گا تو وہ تو زمانے سے ہو رہا ہے مثلاً اللہ کا فرمان ہے۔ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (2-41) تھوڑی سی قیمت کے عوض میری آیات کی تجارت مت کرو۔ مولوی بھاری تنخواہ لے کر نماز پڑھاتا ہے۔

حالانکہ یہ نماز تو وہ اپنے اوپر بھی فرض سمجھتا ہے پڑھنی تو اس نے بھی تھی، باقی آدمیوں سے صرف دو قدم آگے ہو کر وہ اس کے پیسے لیتا ہے؟ بچوں کو قاعدہ قرآن پڑھانے کا معاوضہ لیتا ہے، کان میں اللہ اکبر کہنے کے پیسے لیتا ہے۔ نکاح کی بھاری رقم وصول کرتا ہے، پنجاب کالونی کی عظیم الشان مسجد میں بورڈ پر ریٹ لکھا تھا قرآن ختم کا ریٹ اور ختم بخاری کا ریٹ، قرآن کریم کی خرید فروخت کا نام دل کو تسلی دینے کے لئے ہدیہ رکھا ہے مگر آپ دکان سے اس وقت تک باہر نہیں نکل سکتے جب تک قیمت ادا نہ کر دیں حالانکہ ہدیہ تحفہ سوغات ہم معنی الفاظ ہیں ان کی کوئی قیمت نہیں لیجاتی۔ انجیل ہر چرچ سے مفت مل جاتی ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ (6-82) نازل ہوئی ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے کو ظلم (گناہ) سے ملایا نہیں تو وہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے (جہنم سے) اور وہی ہدایت پانے والے ہیں تو یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر نہایت شاق گزری اور کہا کہ ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہو.........

(مسلم جلد اول باب 56 حدیث 228 صفحہ 321)

☆۔ آج کے مسلمان کے سامنے قرآن کی آیت بیان کرو اور بے شک ترجمہ بھی سنا دو تو اس پر کبھی بھی شاق نہیں گزرے گی۔ قرآن کی آیت اور صحابہ کرامؓ پر شاق گزرے استغفر اللہ استغفر اللہ یہ ماننے والی بات ہی نہیں ہے۔

پھر حضورؐ کو تسلی دینی پڑی کہ تم آیت کا مفہوم غلط سمجھے، ظلم سے مراد یہاں پر یہ ہے کہ جیسے لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ "لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ اے میرے بیٹے شرک مت کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

قارئین ملاحظہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بابرکت نام لگا کر بھوسی بات کہاں سے کہاں لے گئے یالآخر مسلمانوں کو ہر قسم کی گناہوں کی ترغیب اور اجازت نامہ دے گئے ماسوائے شرک کے۔ یہ ہے ایرانیوں کا عظیم فن۔ اور ہماری عظیم بے حسی نا سمجھی کہ ہم نے ان کا پیش کردہ چارہ نادان مچھلی کی طرح نگل لیا اور اس کے اندر چھپا ہوا کانٹا نظر انداز کر دیا۔ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔

ہم نے جہنم میں بڑا اونچا مقام رکھا ہے کثیر تعداد میں جنوں اور انسانوں کے لئے جن کے دل ہیں مگر ان سے کام نہیں لیتے ان کی آنکھیں ہیں مگر اس دیکھنے کا کام نہیں لیتے، کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی زندگی بسر کرتے ہیں

بلکہ ان سے بھی بدتر۔ یہ غافل ہیں۔

یہ آیت کریمہ ان کے لئے ہے جو ان ایرانیوں کی کتب پڑھتے ہیں اور مبارک باد وصول کرتے ہیں خوشی خوشی دستار بندھواتے ہیں مگر وہ دل و دماغ سے کام لے کر اس دام ہم رنگ زمین کو اکھاڑ کر نہیں پھینکتے، آنکھیں ہوتے ہوئے یہ خرابیاں انہیں نظر نہیں آتی، اور اگر کوئی میری طرح اللہ کا بندہ ان کے سامنے پیش کرے یا انہیں سنائے تو لَا یَسْمَعُوْنَ بِهَا۔ یہ ان سنی کر دیتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جانوروں کی زندگی بسر کرنے والے یا ان سے بھی زیادہ ذلیل اور بدتر زندگی۔

ایسے لوگوں کے لئے رب نے فرمایا۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ (جب یہ لوگ رب کی دی ہوئی نعمتوں سے کام نہیں لیتے) تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے دلوں پر مہر مار دیتا ہے اور ان کی سماعت پر بصارت پر۔ یہ خدا عہد بلف کرتے ہیں اپنے رب سے ان کے لئے عظیم عذاب ہے۔

صبح کام پر جانا، شام واپس آنا پیٹ بھرنا آرام کرنا دوسرے دن پھر کام پر جانا۔ بیل صبح رہٹ پر جاتا ہے کام کرتا ہے شام کو لوٹتا ہے چارا کھاتا ہے رات آرام کرتا ہے دوسرے دن پھر وہی روٹین۔ یہ ہے جانوروں کی زندگی۔ کیا رب نے اسی کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا تھا، یہی تو جانوروں کی زندگی ہے۔ غضب یہ ہے کہ ہم اس میں خوش ہیں کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ کیا اشرف المخلوقات کے یہ چھچھن ہوتے ہیں؟ یہ خام خیالی ہے، دیکھ تو لیا آپ نے کہ ہماری زندگی بیل سے کتنی مشابہ ہے۔ ایک اور مشابہت بتاؤں۔

گزشتہ کل میں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ٹی وی کے سکرین پر سوئمنگ کا سٹیڈیم میں ایک حسینہ کو دیکھا الڈر رویر سے اس کی اتنی ہی جگہ ڈھکی ہوئی تھی جتنی جگہ قدرت نے گائے کی دُم سے گائے کی ڈھانک رکھی ہے۔ کیا یہی اشرف المخلوقات ہیں؟ اگر انہیں اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو گائے سے زیادہ حصہ ڈھانکنا چاہیے تھا۔

صبح کام پر جانے، شام واپس آنے والو! جب تمہارا خالق پوچھے گا کہ تمہاری تخلیق کا مقصد کیا تھا، کیا تم نے اس کو پورا کیا؟ کیا میرے دین کی سربلندی کے لئے بھی کوئی کام کیا؟ یا جو لوگ کر رہے تھے ان کی کوئی معاونت کی؟ تو کیا جواب دو گے؟

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرمؐ نے اللہ کی قسم ابن مریمؑ ضرور نزول کریں گے انصاف کرنے والے حاکم بن کر پھر صلیب کو توڑیں گے پھر خنزیر کو قتل کریں گے......

(مسلم جلد اول باب 69 حدیث 291 صفحہ 352)

حضرت عیسیٰ کی آمد کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ عدل کا قیام ایک لازم عمل ہے صلیب توڑیں گے کوئی بات نہیں توڑ دیں۔ لیکن کیا خنزیر اتنا ہی مکروہ اور مضر جانور ہے کہ اس کے لئے ابن مریم علیہ السلام زحمت فرمائیں گے اور ایک ایک کو ڈھونڈ کر کیسے ماریں گے؟۔ اگر یہ ایسا ہی ناکارہ اور مضر ہوتا تو رب اسے پیدا ہی نہ کرتا، اگر کر ہی لیا ہے تو "کن فیکون" کا وار کر کے انہیں ختم کر سکتا تھا۔ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہو ہی نہیں سکتی این ساختہ ایران است۔

☆ -حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی (تمیمہ بنت وہب) آئی میں اس وقت آنحضرتؐ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور ابوبکرؓ صدیق بھی تھے، وہ کہنے لگی، یا رسولؐ اللہ میں پہلے رفاعہ کے نکاح میں تھی، اس نے مجھے تین طلاق دیدے اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا مگر خدا کی قسم اس کے پاس تو ایسا ہے، اس نے ہاتھ میں پکڑا اپنی چادر کا حاشیہ (پھندنا جو دھاگوں کا بنا ہوتا ہے) ہلا کر دکھایا۔ خالد بن سعید بن عاص جو ابھی باہر کھڑے تھے ان کو ابھی اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی، اس نے باہر سے اس عورت کی باتیں سن لی، اُس نے پکار کر کہا ابوبکرؓ تم اس عورت کو جھڑکتے نہیں کیسی بے شرمی کی باتیں پکار پکار کر حضورؐ کے سامنے کر رہی ہے؟

آنحضرتؐ نے اس عورت کو جھاڑا نہیں بس مسکراتے رہے (سبحان اللہ آپؐ تو کرم و رحم مجسم تھے) خیر آپؐ نے اس سے فرمایا، معلوم ہوا تو پھر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی

ہے تا کہ اس سے نکاح کر لے۔ یہ تو ہونا نہیں جب تک عبدالرحمن تجھ سے مزہ نہ اٹھالے اور تو اس سے مزہ نہ اٹھالے۔ (اسی حدیث نے شریعت کا ایک قاعدہ قائم کر دیا)

(بخاری جلد سوم باب 454 حدیث 741 صفحہ 362)

قارئین ملاحظہ ہو اس حدیث سے مجوسیوں نے کہاں کہاں وار کئے تمیمہ نے حضورؐ کے رتبے کا احترام نہیں کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کا کا پاس نہیں رکھا، اس کو عائشہ صدیقہؓ سے بھی لاج نہ آئی اور پھندنا ہاتھ میں ہلاتی رہی کہ عبدالرحمن کے پاس تو ایسا ہے اور نبی کریم مسکراتے رہے یہاں تک کہ باہر کھڑے شخص کو غصہ آیا اور اس نے صدیق اکبرؓ کے رتبے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے جھاڑا پکار کر کہا ابوبکرؓ تم اس عورت کو جھڑکتے نہیں کیسی بے شرمی کی باتیں پکار پکار کر حضورؐ کے سامنے کر رہی ہے۔

مجوسی زرتشتیوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معاشرے، مجلس اور محفل کو لچر بیہودہ اور فاحشوں کی مجلس ثابت کرے۔ اس میں تو وہ ناکام رہے کیوں کہ خالد باہر کھڑے شخص کو اس بے شرمی پر غصہ آیا اور اس نے ابوبکر صدیقؓ کو ڈانٹا۔

حضورؐ کا فیصلہ ملاحظہ فرمایئے۔ اپنی بیوی اور سسر کے سامنے کھلے لفظوں میں فرما رہے ہیں (یہ تو ناممکن ہے جب تک عبدالرحمن تجھ سے مزہ نہ اٹھالے اور تو اس سے مزہ نہ اٹھالے) یہ بات تو بالکل ہی ناممکن تھی کیونکہ نہ ہجڑا (نامرد) شوہر اس سے مزہ اٹھا سکتا تھا اور نہ تمیمہ شوہر سے مزہ اٹھا سکتی تھی، یعنی وہ حضورؐ کے فیصلے سے اپنے مقصد میں ناکام تھی نامرد شوہر سے آزادی حاصل کر کے سابقہ شوہر کے پاس نہیں جا سکتی تھی۔ اسی توہین آمیز شش جہت پہلو والی حدیث میں طلاق بھی درست ثابت ہوئی خود ساختہ شریعت کا فیصلہ (حلالہ) بھی درست قرار پایا۔ ایک صحابیہ کو بے حیا اور حضورؐ کی مقدس پاکیزہ مجلس کو بے شرمی کی محفل بھی ثابت کیا۔ تُفٌ عَلَيْكُمْ يَا مَجُوسِيِّين۔

☆ -ایک شخص اسلم قبیلے کا (ماعز بن مالک) حضورؐ اکرم کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا حضورؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار

اپنے اوپر گواہی دی (چار بار زنا کا اقرار کیا) تب آپؐ نے اس سے پوچھا کہ کہیں
وہ دیوانہ تو نہیں ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے پوچھا کیا تیرا نکاح ہو چکا ہے، کہنے
لگا جی ہاں۔ پھر آپ نے صحابہ کو اس کے رجم کا حکم دیا، جب اسے پتھروں سے مارنے
لگے تو وہ بھاگا مگر صحابہ نے اسے پکڑا اور اسے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

(بخاری جلد سوم باب 968 حدیث 1727 صفحہ 753)

اس حدیث سے مجوسیوں نے مسلمان کے لئے یہودیوں کی سزا رجم ثابت
کر دی۔ جبکہ قرآن کی سزا ہے سو کوڑے (بید کی چھڑی) ملاحظہ فرمایئے۔ اَلزَّانِيَةُ
وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي
دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (24-2)

زنا کے مرتکب عورت کو اور زانی مرد دونوں کو سو سو چھڑی مارو دین کے
معاملے میں ان پر کوئی رحم نہ کیا کرو اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر اور
مومنوں کا گروہ موجود ہونا چاہیے جو ان کے عذاب کو دیکھے۔

حضورؐ پر نازل ہونے والی قرآنی آیت تو یہ ہے اس میں شادی شدہ اور
غیر شادی شدہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور سزا بھی یہی ایک ہے۔ یعنی (مِائَةَ جَلْدَةٍ)
سو کوڑے۔ رجم غیر قرآنی اور بندروں کی سزا ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ و
سلم کسی فرد بشر کو غیر قرآنی سزا دے ہی نہیں سکتے تھے۔ (پتھروں سے اس وقت تک
مارنا جب تک وہ مر نہ جائے) اللہ نے تو ان کی زندگی کی ضمانت دی ہے، ملاحظہ
فرمایئے۔ اَلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا
زَانٍ۔ (24-3)

زنا کار مرد زنا کار عورت یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے اور زنا کار عورت
زنا کار مرد یا مشرک سے نکاح کرتی ہے۔ لیکن اگر زنا کار مرد اور عورت دونوں زندہ
ہوں تب شادی ہوگی۔ غیر قرآنی سزا (رجم پتھروں سے اس وقت تک مارنا ہے کہ

دونوں مر نہ جائیں) اس سزا کے بعد پھر نکاح کیسا؟ زنا کے بعد نکاح کی گنجائش تو اس
وقت رہتی ہے جب دونوں زندہ ہوں۔

رجم غیر قرآنی سزا ہے، ایک اور دلیل۔ فرمایا رب نے۔ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ
مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ (33-30)
اے بیگمات رسول تم میں سے اگر فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی تو اسے دوگنی
سزا دی جائے گی۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ
فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ (4-25) (باندیاں) جب نکاح
کے حصار میں محفوظ ہو جائیں اور وہ پھر فحاشیات کی مرتکب ہو جائیں تو ان کے لئے بمقابلہ
خاندانی عورت کے آدھی سزا ہے۔

اس حساب سے اگر سزا ہے قرآنی یعنی چھڑی مارنا تو عام خاندانی عورت
کے لئے سو چھڑی۔ بیگمات رسول کے لئے دو سو چھڑی غلام عورت یعنی باندی کے لئے
نصف یعنی پچاس چھڑی۔ لیکن رجم سنگسار کے لئے اس سزا کا تعین کیسے ہوگا؟ عام
خاندانی عورت کو اس وقت تک مارنا جب وہ مر نہ جائے۔ بیگمات رسول جب مر جائیں
تو اسے دوبارہ پتھر مارنا (یعنی ڈبل) اور غلام عورت کو ادھ موا (نصف) کر کے چھوڑ
دینا۔ یہ تو ایک کھیل ہوا اس کا تعین ہو ہی نہیں سکتا۔ درست عمل یہی ہے (100-200
اور 50) کوڑے۔ اس کے بعد کند ہم جنس باہم جنس پرواز......

☆۔ فرمایا عائشہؓ نے کہ پہلے پہل جب حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی کا
آغاز ہوا آپ غار حرا میں خلوت نشین ہوئے سامان طعام ساتھ لے جاتے تھے۔ آپؐ پر
وحی اچانک اتری فرشتہ حضرت جبرئیل آئے، انہوں نے کہا پڑھئے، آپؐ نے فرمایا۔ ما انا
بقاری میں پڑھا (لکھا) آدمی نہیں ہوں..... آپؐ فرماتے ہیں پھر جبرئیل نے مجھ کو پکڑ کر
ایسا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا، پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا میں
(پڑھا لکھا) آدمی نہیں (کیونکر پڑھوں) انہوں نے مجھ کو پھر پکڑا دوسری بار دبایا اتنا کہ
میری طاقت نے جواب دیدیا، پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا (کیسے

پڑھوں) میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ دبوچا پھر مجھ کو چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگے اس پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے (سب مخلوقات کو پیدا کیا) آدمی کو (خون کے) لوتھڑے سے۔ اور آپ کا رب بہت عزت والا اور شرف والا ہے ......پس یہی آیتیں (جبرئیل) سے سن کر (آپ پہاڑ سے) لوٹے آپ (ڈر کے مارے کانپ رہے تھے) حضرت خدیجہؓ کے پاس گئے اور فرمانے لگے مجھ کو چادر اوڑھاؤ مجھ کو چادر اوڑھاؤ، لوگوں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑا اوڑھا دیا جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا ڈر جاتا رہا تو آپ نے خدیجہؓ سے یہ قصہ بیان کر کے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔

خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی اللہ تم کو کبھی رسوا نہیں کریگا۔ تم تو ناتا جوڑتے ہو اور ناتوان کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہو اور جو چیز لوگوں کے پاس نہیں وہ ان کو کما کر دیتے ہو اور مہمان کی مہمانی کرتے ہو اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہو، پھر خدیجہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں۔ جو خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے یہ عبرانی زبان کے عالم تھے عیسائی تھے۔ اور یہ بوڑھے ضعیف اندھے تھے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا تب ورقہ بن نوفل کہہ اٹھے، یہ تو وہ خدا کا رازدار فرشتہ ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر اتارا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمہاری قوم تمہارے شہر سے نکالے گی......

(مسلم جلد اول باب 72 حدیث 311 صفحہ 362)

ورقہ کو علم غیب بھی تھا (تم کو تمہاری قوم تمہارے شہر سے نکالے گی) جب اس کو پتہ چلا کہ حضور نبی ہیں ان پر وہی فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ پر آتا تھا تو پھر ایمان کیوں نہیں لایا؟۔

سر الداخلی ۔ یہ ہے کہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈرپوک ثابت کیا گیا ہے جبکہ رب کا فرمان ہے میرے رسول ڈرا نہیں کرتے (سورۃ نمل۔10) پھر ڈرنا کیسا کیا حضور نے جن بھوت دیکھا تھا، ان کے تو سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا تھا، مگر افسوس کہ نہ تو حضور علیہ صلوٰۃ وسلام کو پتہ چلا، نہ اللہ نے بتانا مناسب سمجھا نہ

جبرئیل نے انکشاف فرمایا۔ اگر کچھ سمجھا تو اندھا ورقہ بن نوفل سمجھا۔ اس حدیث میں یہودیت کو فوقیت دی گئی ہے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری ایک یہودی عالم کی مرہون منت ہے اگر وہ نہ بتاتا تو حضور کو ساری زندگی علم نہ ہوتا کیوں کہ اللہ یا جبرئیل نے تو بتانا مناسب نہیں سمجھا۔

علاوہ یہ کہ اس مصنوعی حدیث میں کچھ ٹیکنیکل خرابی ہے۔ اگر جبرئیل نے حضور سے کہا کہ "اقراء" پڑھ تو جبرئیل نے ضرور کسی تختی وغیرہ پر لکھا ہوگا جو وہ حضور سے پڑھوا رہا تھا بلاشبہ حضور کا کہنا مناسب تھا کہ (ما انا بقاری) میں پڑھنے پر قادر نہیں ہوں۔ میں پڑھ نہیں سکتا۔ لیکن اگر جبرئیل زبانی کہلوانا چاہتے، تو حضور کبھی کہہ نہیں سکتے تھے کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں کیوں کہ کسی بات کو دہرانے کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں ہے، لیکن چونکہ جبرئیل کچھ عبارت لکھی ہوئی لائے ہوں گے وہ حضور سے پڑھوانا چاہتے تھے لہٰذا کہا کہ پڑھ۔ اگر دہرانا چاہتے تو جبرئیل فرماتے۔ (عاد۔ کرر) یعنی (REPEAT)۔ اس صورت میں حضور کہہ ہی نہیں سکتے تھے کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہاں اگر جبرئیل کہتے کہ READ۔ تو پھر حضور کا یہ کہنا برحق تھا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ سچ یہ ہے کہ یہ علم کی باتیں مجوسی زرتشتی نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ رب نے اپنے نبی سے جو کچھ کہلوانا تھا فرمایا۔ قُل..... ھُوَ اللّٰہُ اَحَد۔ کہو کہ اللہ ایک ہے۔ مجوسیوں نے جبرئیل سے بھی یہی کلمہ کہلوایا ہوتا تو پردہ پڑا رہتا۔

☆۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا، میرے سامنے براق لایا گیا وہ سفید لمبا اور گدھے سے بڑا اور کچھ اونچا تھا خچر سے کچھ کم چوپایا تھا اپنا کھر حد نگاہ پر رکھتا ہے فرمایا میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ وہ بیت المقدس آیا یہاں میں نے براق کو ایک کڑے سے باندھ دیا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اس میں دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر میرے پاس جبرئیل شراب کا جام اور دودھ کا برتن لائے، میں نے دودھ کا برتن لیا، تو جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔

پھر ہمیں وہ لے کر آسمان کی طرف چڑھنے لگے۔ جبرئیل نے پہلے آسمان پر پہنچ کر ملائکہ سے دروازہ کھلوانے کی کوشش کی۔ تو کہا گیا کہ آپ کون ہیں انہوں نے جواب دیا میں جبرئیل ہوں۔ کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ہیں۔ کہا گیا کیا تمہیں ان کی طرف بھیجا گیا تھا بلانے کے لئے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا ......(مسلم جلد اول باب 72 حدیث 311 صفحہ 362-366)

اختصار کے لئے آگے بڑھتا ہوں کیونکہ ساتوں آسمان تک اسی قسم کی توہین آمیز اکھوائری ہوتی رہی، اگر فرشتے حضوؐر کو نہیں جانتے تھے تو کم از کم جبرئیل کا تو لحاظ کیا ہوتا وہ تو اُنؐ کی پہچان کا تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو صاف انکار کرتا کہ جا بھائی جبرئیل میں نہیں جاتا۔ آپ کے ساتھ ہوتے ہوئی اتنی سخت اکھوائری۔ یہاں اس پورے سفر میں اس خچر نما جانور (جس کا سر کسی عورت کا ہے اور وہ سولہ سنگار کئے ہوئے ہے ایرانی آرٹ کا بہترین نمونہ ہے) اس کا کوئی پتہ ہی نہیں۔

ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات کے بعد بیت المعور آسمانی کعبہ گئے پھر سدرۃ المنتہیٰ کی طرف گئے۔ پھر یہاں مجھ پر وحی نازل ہوئی اللہ کی طرف سے پس مجھ پر اور میری امت پر (دن رات) میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں جب میں چھٹے آسمان پر اترا تو موسیٰؑ نے پوچھا آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے۔ میں نے کہا رات دن میں پچاس نمازیں۔

موسیٰؑ نے فرمایا اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور ان سے نمازوں میں تخفیف اور کمی کا سوال کیجئے۔ کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ حضوؐر فرماتے ہیں کہ میں واپس گیا اللہ کے پاس اور اللہ نے پانچ کم کر دیں۔ قارئین کرام بموجب حدیث حضوؐر حضرت موسیٰؑ کے کہنے پر بار بار جاتے رہے اور پانچ نمازیں کروا دیں موسیٰؑ نے تو پھر بھی مشورہ دیا کہ یہ بھی زیادہ ہیں مگر حضوؐر نے فرمایا کہ اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

اہل فارس نے اپنی نماز کی فرضیت کی حدیث تو بنالی مگر اتنا نہ سوچا کہ ان

چار آیات کریمات کو کہاں لے جائیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ اپنی بات اپنے قوانین، اپنے قول اپنی سنت اپنی عادت میں تبدیلی نہیں کرتا۔

(۱) لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (10-64)

(۲) وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا (33-62)

(۳) فَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا (35-43)

(۴) وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا (48-23)

ان آیات کے ہوتے ہوئے مجوسی من گھڑت چیزیں ہم پر مسلط نہیں کر سکتے۔

-----☆☆☆☆☆☆-----

قارئین ایران میں جگہ جگہ حضرت علیؓ کی تصویریں آویزاں ہیں اور براق کی بھی۔ البتہ عرب میں دونوں تصویریں ممنوع ہیں۔ یہ خیالی تصویر ایرانی مصوروں کی بنائی ہوئی ہے۔ فرمایا۔ حضور اکرمؐ نے (براق کو ایک کڑے سے باندھ دیا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اس میں دو رکعتیں پڑھیں) براق خچر نما جانور کیا بھاگ جاتا جو اسے باندھا گیا اور اگلی کہانی میں تو اس کا ذکر ہی نہیں بقول راوی وہ صرف بیت المقدس تک گیا۔ نماز تو فرض ہوئی بیت المعور میں تو بیت المقدس میں جو دو رکعت نماز پڑھی وہ کیا چیز تھی؟۔ حضرت موسیٰؑ سے چھٹے آسمان پر ملاقات کے بعد حضوؐر اللہ کے پاس کیسے آتے جاتے رہے کیونکہ جبرئیل کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔

☆۔ یہ کہانی مجوسیوں اور یہودیوں کی ملی بھگت ہے۔ یہودیوں نے اپنے پیغمبر موسیٰ اسلام کو بلند مقام پر بٹھا دیا یہ ثابت کیا کہ اس امت کی استعداد اور قوت کا علم نہ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تھا، نہ (اعوذ باللہ) خالق پروردگار کو تھا، اگر تھا تو بنی اسرائیل کے پیغمبر کو تھا، اگر موسیٰ نہ ہوتے تو امت محمدیہ کا آسن ہر وقت استنجاء کے پانی سے بھیگا رہتا اور مسلمان ہر وقت سجدے میں پڑا رہتا۔ وجہ یہ ہے کہ ہر نماز کے درمیان 14 منٹ کا وقفہ ہوتا، مسلمان نہ کوئی کام کر سکتا نہ زراعت۔ لہٰذا بھوکا مرتا دوسروں کی غلامی کرتا یہ تھا ایرانی منصوبہ جس میں وہ کسی حد تک کامیاب رہے

ہیں۔ اتنی نمازیں فرض کر کے وہ تو اس امت کے ہاتھ میں جگول پکڑانے والے تھے۔

☆ - حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں یہودی اپنے میں سے ایک مرد وعورت کو لائے تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے میں سے سب سے زیادہ دو عالموں کو لاؤ تو وہ صوریا کے دونوں بیٹوں کو لائے حضور علیہ السلام نے ان دونوں کو قسم دی کہ تورات میں ان دونوں زانیوں کے معاملہ کو کیسے پاتے ہو؟ وہ دونوں کہنے لگے کہ ہم تورات میں تو یہ پاتے ہیں کہ جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے اس آدمی کے ذکر (آلہ تناسل) کو اس عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھا ہے جس طرح کہ سلائی سرمہ دانی میں تو اس وقت دونوں کو سنگسار کیا جائے گا۔ پھر حضور علیہ السلام نے کہا کہ پھر تم دونوں کو کس بات نے روکا ہے انہیں رجم کیا جائے۔ دونوں کہنے لگے کہ ہماری سلطنت ختم ہو چکی ہے تو ہم نے انہیں قتل کرنا ناپسند سمجھا۔ پھر رسول اللہ نے گواہوں کو بلایا تو وہ گواہ لے آئے پس انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے اس آدمی کے عضو تناسل کو اس عورت کی شرمگاہ میں دیکھا ہے جیسا کہ سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے۔ آپؐ نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیدیا۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 245 حدیث 345 صفحہ 323)

یہ جو چار گواہ تھے اور بڑی باریکی سے سرمہ دانی میں سلائی جاتے آتے دیکھ رہے تھے غالباً جھک کر یا لیٹ کر اور بڑی نزدیک سے سارا عمل دیکھ رہے تھے۔ یہ کیوں آخر دم تک سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اس عورت کو چھڑایا کیوں نہیں؟ اگر یہ ہمت سے کام لیتے اس کی ٹانگ کھینچ کر ایک طرف کر دیتے تو اس کی جان نہ جاتی، ان کو بھی سزا دینی چاہیے تھی کہ ان کے سامنے جرم ہو رہا تھا اور یہ خاموش تماشائی بنے رہے؟۔

کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جو بازاری زبان استعمال کی گئی ہے، وہ کسی طور پر پیغمبر علیہ السلام کی زبان ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ ایرانی بازاری زبان ہے۔ شاید وہ جوڑا بیچ بازار میں کسی چبوترے پر جماع کر رہا تھا تا کہ چار گواہ ملے اور انہیں مار دیا جائے۔

حبیب بن سالم کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن حنین نے اپنی بیوی کی باندی سے جماع کر لیا تو اسے حضرت نعمانؓ بن بشیر کے پاس پیش کیا گیا وہ اس وقت کوفہ کے امیر تھے کہا میں اس معاملہ میں رسول اکرمؐ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اگر تیری بیوی نے اس باندی کو تیرے لئے حلال کیا تھا تو تجھے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے اسے تیرے لئے حلال نہیں کیا تھا تو تجھے پتھروں سے رجم کروں گا۔ تو انہوں نے اس کو پایا کہ اس کی بیوی نے باندی کو اس کے لئے حلال کر دیا تھا تو نعمانؓ نے اسے کوڑے مارے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 347 حدیث 347 صفحہ 324)

کسی مرد کے لئے کوئی عورت حلال کرنا اللہ کے قانون کے تحت ہوتا ہے، کوئی عورت حلال حرام نہیں کر سکتی۔

☆ - حضرت ابن عباس حضورؐ سے مروی ہیں کہ جو جانور سے بدکاری کرے تو دونوں کو قتل کر دو۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 349 حدیث 1052 صفحہ 326)

حضرت سعید بن جبیؓ حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کنوارا مرد اگر لواطت کرتے ہوئے پکڑا جائے تو فرمایا اسے رجم کیا جائے۔

(ابوداؤد جلد سوم باب 348 حدیث 1051 صفحہ 326)

(جماع فی الدبر اور لواطت میں کیا فرق ہے)

پنجاب کے ایک گاؤں میں بھی ایک شخص بھینس کے ساتھ پکڑا گیا، مولوی صاحب کو بلایا گیا۔ مرد غیر شادی شدہ تھا لہٰذا اسے سو کوڑے مارے گئے بھینس کے لئے مولوی صاحب نے حکم صادر فرمایا کہ اسے ذبح کر کے گوشت کوؤں کو کھلایا جائے بھینس کے مالک نے کہا مولوی صاحب بھینس کو کیوں سزا دے رہیں ہیں وہ تو بے زبان جانور ہے۔ مولوی صاحب نے کہا خاموش! وہ بھی اس کام کے لئے راضی تھی ورنہ اس بدبخت کو لات مار دی ہوتی۔

کوئی شخص کسی عورت سے جماع کے علاوہ سب کام کرے (بوس و کنار ملاعبت وغیرہ) پھر گرفتاری سے قبل توبہ کرلے (حضرت عمرؓ نے اسے معاف فرمایا)

(ابوداؤد جلد سوم باب 351 حدیث 1056 صفحہ 327)

☆ - حضرت بہز بن حکیم کے دادا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم اپنی عورتوں سے کس طرح جماع کریں اور کس طرح نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہے آ........

(ابوداؤد جلد دوم باب 119 حدیث 376 صفحہ 134)

(قربان جاؤں اس معصومیت اور بھولپن پر) یہ سوال بچپن میں پوچھتا تھا دادا کیسے بن گئے؟ کہ عورتوں سے جماع کرنے کا طریقہ نہیں معلوم۔ ہائے ایرانیوں تمہیں جھوٹ بولنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ جب عورت کھیتی ہوئی اور یہ آزادی بھی دلوادی تو اسی سے مجوسیوں نے جماع فی الدبر (پیچھے سے جماع) کا جواز نکالا ہے۔ حالانکہ کھیتی کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ یہ حدیث تو ہے ہی من گھڑت۔ کیا عرب اتنے نا سمجھ تھے کہ انہیں جماع کرنا بھی نہیں آتا تھا، پھر پوچھا بھی کس سے؟ ان سے جو بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔ حضرت بہز بن حکیم کے دادا اگر اتنے ہی معصوم تھے عورت کے متعلق کچھ نہیں جانتے تھے تو وہ اپنے ہم عمر یار دوستوں سے ہی پوچھ لیتے۔ میں ممنون ہوں کہ اس نے بی بی عائشہ صدیقہؓ سے نہیں پوچھا۔ زرتشتیوں آتش پرستوں نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضورؐ گیارہ بیویوں کے شوہر جو بقول بخاری ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں پر چکر لگا لیا کرتے تھے ملاحظہ فرمایئے۔ **حدثنا انس بن مالك كان النبي يدور على نسائه في الساعة الواحده من الليل و النهار و هن احدى عشره قال قلت لانس او كان يطيقه قال: كنا نتحدث انه اعطى قوة ثلا ثين .**

(بخاری جلد اول کتاب الغسل باب 185 جماع حدیث نمبر 264)

☆ - ترجمہ۔ فرمایا انس بن مالک نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی

عورتوں کا رات اور دن ایک ہی گھڑی میں دورہ کرلیتے (سب سے صحبت کر آتے) اور آپ کی گیارہ عورتیں تھیں۔ قتادہ نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا کہ کیا آپ صلے اللہ علیہ وسلم میں اتنی طاقت تھی؟ انس نے کہا **كنا نتحدث انه اعطى قوة ثلا ثين** - ہمارے درمیان اکثر یہ ذکر ہوتا تھا کہ آپ میں تیس مردوں کی طاقت تھی۔

حضورؐ اس کام کے ماہر تھے۔ اسی لئے تو صحابہ کرامؓ ان سے دریافت کرتے تھے کہ عورت کے ساتھ کس طرح جماع کرنا چاہیے؟ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ کوئی جوان بیٹا اپنے باپ سے پوچھے کہ نوالہ منہ میں ڈالنا چاہیے یا ناک میں؟

☆ - حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں رسول علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اتنے میں یمن کا ایک شخص آیا اور بولا کہ یمن میں تین شخص ایک بچے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے اور ان تینوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر (پاکی) میں جماع کیا تھا، آپ نے یہ سن کر دو کو الگ کر کے کہا کہ تم دونوں اس بچے کو تیسرے شخص کو دیدو، لیکن انہوں نے یہ بات نہیں مانی اور چیخنے چلانے لگے۔ پھر آپ نے ان میں سے دوسرے شخص کو الگ کر کے یہ بات کہی لیکن اس نے بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم سب جھگڑنے والے شریک ہو میں قرعہ ڈالوں گا جس کے نام قرعہ نکلے وہ بچہ لے لے اور اپنے دو ساتھیوں کو دیت کا ایک ایک تہائی ادا کرے، بس انہوں نے قرعہ ڈالا جس کے نام قرعہ نکلا انہوں نے بچہ اسی کے حوالے کر دیا۔ یہ سن کر آپؐ ہنسے یہاں تک کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 160 حدیث 499 صفحہ 181)

فیصلہ یمن میں ہوا حضرت علیؓ نے کیا یمنی حضورؐ سے قصہ بیان کر رہا ہے مدینے میں۔ آخر کیوں؟ حضورؐ ہنسے یہاں تک کہ ڈاڑھیں نظر آئیں۔ بات کیا ہوئی؟ قارئین آپ لوگ کچھ سمجھے؟ نہیں کیونکہ سارا قصہ یہ تھا کہ حضورؐ کے پاکیزہ دربار عالی کو زناکاروں کے گپ شپ کا اڈہ ثابت کرنا ہے اور ایرانیوں نے وہ کر کے دکھایا۔ اصل

بات تو سامنے آئی ہی نہیں۔ کہ ایک ہی طہر میں جو تین یعنی ایک عورت سے نمٹے، ان کا کیا بنا ان کو کوئی سزا دی یا نہیں؟ بس حضورؐ مسکراتے رہے۔ سو کوڑے قرآنی سزا کہاں گئی؟ یہودی سزا رجم کا ذکر بھی نہیں ہے۔

☆ -شق الصدر۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل امینؑ تشریف لائے آپ صلے اللہ علیہ وسلم لڑکپن کی عمر کی بنا پر لڑکوں کیساتھ کھیل رہے تھے جبرئیلؑ نے آپ کو پکڑ کر زمین پر چت لٹا دیا، اور آپؐ کا سینہ مبارک چاک کیا اور قلب اطہر نکال کر اس میں سے گوشت کا ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا آپ کے جسم میں۔

اس کے بعد قلب اطہر کو ایک سونے کے طشت میں زم زم کے پانی سے دھویا اس کے بعد آپؐ کے دل کو اس کی جگہ میں رکھ کر جوڑ دیا۔ (جن لڑکوں کے ساتھ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کھیل رہے تھے) وہ دوڑے دوڑے گئے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ماں کے پاس یعنی انا کے پاس اور کہنے لگے بے شک محمدؐ کو قتل کر دیا گیا۔ لوگ دوڑے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچے دیکھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ فق ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر جو سلائی کی تھی اس کا نشان میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر دیکھا کرتا تھا۔

(مسلم جلد اول باب 72 حدیث 313 صفحہ 367)

مجوسی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے نبیؐ میں کوئی ذاتی خوبی يَدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (بھلائی خود کرنے اور دوسروں سے کرانے کی کی تلقین کی نہیں تھی) نہ ہی يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ برائی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوئی خوبی تھی۔ وہ روبوٹ تھے قدرت انہیں چلاتی تھی۔ اگر ان پر شیطان اثر انداز نہیں ہوتا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ بچپنے میں رب نے ان کا اپریشن کرا کے وہ پرزہ ہی نکال لیا تھا جس پر شیطان تسلط رکھتا ہے۔ **فقال هذا حظ الشيطان منك**۔ یہ شیطان کا حصہ ہے تم میں۔

اگر اسے سچ تسلیم کر لیا جائے تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ میں بھی پیغمبر ہوتا اگر میرا بھی بچپن میں اپریشن کیا ہوتا اور شیطان کا حصہ باہر پھینک دیا ہوتا چونکہ میرا اپریشن نہیں کیا گیا لہٰذا میں پیغمبر نہ بن سکا۔

ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے سویڈن کی بسیں پاکستان آئیں تو سٹارٹنگ میں بڑی مشکل پیش آئی ان میں ریڈی ایٹر کے قریب نیچے ایک والو مع ہیٹر لگا ہوتا تھا جو ٹھنڈے ملک کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ وہاں ریڈی ایٹر کا پانی جم جاتا ہے۔ پھر ان کے انجینیر نے یہاں آ کر والو نکال لیا کیونکہ پاکستان جیسے گرم ملک میں وہ خرابی پیدا کر رہا تھا۔ وہ انسان تھے ان سے غلطی ہو گئی تھی۔ خالق کائنات نے جو پرزہ اپریشن کے ذریعے جبرئیل سے نکلوا دیا ابتداء میں یہ پرزہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں فٹ ہی کیوں کیا تھا؟ جو نکالنا پڑا؟

اگر ایک شخص قوت مردی سے محروم ہو اور وہ کہے کہ الحمد للہ میں نے آج تک کسی عورت کو چھیڑا ہی نہیں۔ تو یہ اس کی خوبی نہیں ہے اس کے ساتھ چھیڑنے والا پرزہ ہی نہیں ہے۔ پرزہ ہو اور وہ نہ چھیڑے تو وہ صاحب کردار ہے تعریف کے قابل ہے۔ ہمیں اپنے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر فخر اس لئے ہے کہ وہ کُل پرزوں میں ہم جیسے تھے اور وہ پھر بھی شیطانی افعال سے دور اور رحمانی افعال پر کاربند رہتے تھے ایسے نبی کو لے کر ہم کیا کریں گے جو برائی کرنے پر قادر ہی نہ ہو اس کی لگام قدرت کے ہاتھ میں ہو۔ بدلہ نہ لینا معاف کرنا اس کو زیب دیتا ہے جو بدلہ لینے پر قادر ہو اور وہ معاف کر دے۔ سر جھکانا اس کا اچھا لگتا ہے جو معاشرے میں سربلند ہو۔ قابل تعریف ہے وہ ہستی ہے جو برائی کی طاقت رکھنے کے باوجود اچھائی کرے۔ ایسی ہستی پر میری جان قربان۔

☆ -حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رجم کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا۔ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ ۔ اور وہ عورتیں جو تمہاری عورتوں میں بدکاری کریں تو ان پر چار گواہوں کو طلب کرو جو تم میں سے ہوں۔ بس اگر وہ گواہی

دیں تو ان عورتوں کو گھر میں قید کرلو۔ یہاں تک کہ اللہ انہیں موت دیدے یا اللہ تعالیٰ
ان کے لئے کوئی دوسرا راستہ بنادے۔ پھر ان عورتوں کے بعد مردوں کا ذکر فرمایا وہ
دو مرد جو تم میں سے لواطت کریں تو انہیں اذیت دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور درست
ہوں تو ان سے اعراض کرو پھر یہ حکم کوڑوں کی آیت سے منسوخ ہوگیا جس میں فرمایا
زانیہ عورت اور زانی (بدکار) مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو (اگر غیر محصن
یعنی غیر شادی شدہ ہوں)

(ابو داؤد جلد سوم باب 343 حدیث 1007 صفحہ 308)

ہمارے بھائی بند جہنم کی آگ میں جلنے کے لئے تیار ہیں مگر قرآن میں ہیرا
پھیری اور حدیث میں ڈنڈی مارنے سے نہیں چوکتے بات وہ کریں گے جو ان کے
مطلب اور مفاد کی ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آیت کریمہ کا ٹکڑا (وَ اللّٰتِیْ) عربی اور اردو متن
میں غلط لکھا ہے صحیح یوں ہے وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ
الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝ (4-15)

رواں ترجمہ یوں ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے فاحشہ ہوں تو چار گواہ لو اگر
وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو حتیٰ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی
اور راستہ نکالے۔ بلاشبہ یہ اللہ کا حکم ہے اور آیت قرآنی کا ترجمہ ہے۔ مگر یہ زنا کے بارے
میں نہیں ہے۔ الفاحشہ کے بارے میں ہے۔ اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے۔ یعنی یا
وہ سدھر جائیں یا اُن کی شادی ہوجائے۔ یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ مگر اس کا کیا کیا
جائے کہ مترجم نے اللہ کی آیت کے ساتھ اپنا حکم بھی جوڑ دیا اور ایسے کہ کسی کو جوڑ نظر نہ
آئے۔ ملاحظہ ہو۔ (اگر غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ ہوں)

حالانکہ عربی حدیث کا خاتمہ۔ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ ۔
ان الفاظ پر ہوا ہے جو آیت نمبر (24-2) مترجم اور ابو داؤد نے زنا کے لئے چار گواہوں کو

لازم ٹھہرانا تھا اسی لئے یہ گلکاری کرنی پڑی۔ زنا ایک ایسا فعل ہے کہ تاریک براعظم ہو یا
یورپ یہ کھلے عام کوئی نہیں کرتا۔ تو پھر اس کے لئے چار گواہ مسلم اور باشرع کہاں ملیں گے۔
اور گواہ بھی کیسے آگے ذکر گزر چکا ہے کہ۔

(کہ جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے اس آدمی کے ذکر
(آلہ تناسل) کو اس عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھا ہے جس طرح کہ سلائی سرمہ
دانی میں تو اس وقت دونوں کو سنگسار کیا جائے گا۔ پھر حضور علیہ السلام نے کہا کہ تم
دونوں کو کس بات نے روکا ہے انہیں رجم کیا جائے۔)

(ابو داؤد جلد سوم باب 245 حدیث 345 صفحہ 323)

ایسے گواہ تو ملنے سے رہے لہٰذا پاکستان میں کسی زناکار مرد یا عورت کو سزا دینے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر آیت (4-15) بفرض محال زنا کے لئے ہے تو اہم بات یہ ہے
کہ زنا تنہا عورت کا کام نہیں ہے وہ تو مفعولہ ہے فاعل کہاں گیا؟ اس کا تو اس آیت میں
ذکر ہی نہیں ہے عورت کے لئے بے شک فرمایا گیا ہے کہ (تو ان عورتوں کو گھروں میں بند
رکھو حتیٰ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے) وجہ یہ ہے فاحشہ زنا
نہیں ہے جس میں چار گواہ مطلوب ہیں یہ تنہا ایک فرد انجام دیتا ہے۔ جیسے اپنے مکان کی
چھت پر کوئی فحش حرکتیں کرے اشارہ بازی کرے پارک میں، راستہ چلتے ہوئے مردوں کو
اشارہ بازی کرے۔ اس میں چار گواہ مل سکتے ہیں بلکہ زیادہ۔ ایک کہے کہ کل میں نے دیکھا
تھا آپ کی بیٹی کو بری حرکت کرتے ہوئے دوسرا کہے تیسرا کہے اور چوتھا کہے ہاں میں نے
بھی اسے دیکھا تھا۔ ٹی وی میں ہماری اور غیروں کی لڑکیاں اداکاری کے نام پر مختصر لباس
میں جو حرکتیں کرتی ہیں یہ ہے "فحش" حرکتیں کہلاتی ہیں۔ اس کے لاتعداد گواہ ملیں گے۔

عربی میں فحشا کا تعارف یوں کرایا گیا ہے۔ Immoderate Ugly
Woman۔ Turpitude یعنی گستاخ، بے حیا، غیر شریفانہ، اور بدزبان، خسیس النفس۔
یہاں زنا کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ یہ وہ کام ہیں جو عورت بغیر کسی مرد کے معاونت کے کرسکتی
ہے۔ اس وجہ سے قرآنی آیت میں مرد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ فحشاء کا لفظ قرآن کریم میں 24

مقامات پر آیا ہے، کسی نے بھی اس کے معنی زنا کے نہیں لئے۔ کہیں گناہ ترجمہ کیا گیا ہے کہیں بے حیائی کہیں برائی۔ ملاحظہ ہو ایک آدھ نمونہ۔ وَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا، قُلْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ، اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. (7-28)

اور جب یہ لوگ فحش کام کرتے ہیں تو اس کی سند یہ دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اور یقیناً اللہ نے اسی کا حکم بھی دیا ہے۔ کہہ دو کہ اللہ فحش کاموں کا حکم نہیں دیتا، کیا تم ایسی بات کہتے ہو جس کو تم جانتے نہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے خطاب فرمایا گیا۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت (۳۲) ملاحظہ ہو۔ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بھی برا فعل اور بری راہ ہے۔ (ترجمہ محمد فاروقی) اس آیت کریمہ میں اللہ نے زنا اور فاحشہ کو علیحدہ علیحدہ کر کے بیان فرمایا ہے کیونکہ یہ ایک نہیں ہے۔ بلاشبہ فاحشہ محرکات زنا اور گناہ ہے۔ مگر فاحشہ میں چار گواہ مطلوب ہیں اور مل جاتے ہیں۔ زنا میں نہیں، زنا کے متعلق بڑا واضح ارشاد ربانی ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (24-2) معمولی لفظی تغیر کے ساتھ تمام علما نے مذکورہ آیت مجیدہ کا بھی ترجمہ کیا ہے کہ "زانی اور زانیہ دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور دین کے معاملہ میں تمہیں ان پر رحم نہیں آنا چاہیے۔ اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ایک جرم کی دو سزائیں کبھی نہیں ہوا کرتی۔ یعنی عورت اور مرد دونوں کو سو سو کوڑے یا صرف عورت کو تا حیات الموت گھر میں بند رکھنا۔ یہ قرآن میں اضافہ اور بہتان ہے۔

ہمارے اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ سزا (رجم) چونکہ تورات میں لکھی ہوئی موجود تھی

اسی لئے اللہ نے اسے قرآن میں دہرایا نہیں۔ مگر ہمارے اکثر علماء کا کہنا یہ بھی ہے کہ قرآن کریم میں رجم کی آیت موجود تھی مگر وفات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موقع پر عائشہ صدیقہؓ نے رجم کی آیت مع دیگر آیات ایک تختے پر رکھی تھی جسے بکری کھا گئی۔ ملاحظہ ہو۔

☆ ایة رجم و رضاعة الكبير عشر و لقد كان في صحيفة تحت سرير فلما مات رسول الله صلے الله عليه و سلم و تشا غلنا بموته دخل دا جن فاكلها۔ آیت رجم اور بڑی عمر کے آدمی کو دس بار دودھ پلانے کی آیت نازل ہوئی اور میرے تخت کے نیچے رکھی تھی ہم حضورؐ کی وفات میں مشغول تھے تو ایک بکری اندر آئی اور وہ آیات کھا گئی۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث نمبر 1944 صفحہ 51)

اس کا کیا جائے۔ اس غلط روایت نے اللہ کی حفاظت کے دعوے کو بھی خارج کر دیا۔ لفظ رجم کے بنیادی معنی ہیں پتھروں سے مار مار ہلاک کرنا، یعنی سنگسار کر دینا۔ از منہ قدیم میں سزائے موت کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ اس سزا کا اطلاق اتنا پرانا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے قوم کے سرداروں کو ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے متنبہ کیا، تو اس پر ان لوگوں نے جو کچھ کہا اس کو الشعراء کی آیت (116) میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

"انہوں نے کہا اے نوح! اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے"

اسی طرح سورۃ یٰس کی آیت (18) میں ہے کہ...... اسی بستی والوں نے اللہ کے ان رسولوں سے جو ان کی طرف مبعوث کئے گئے تھے کہا "وہ لوگ کہنے لگے ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے"

مندرجہ بالا آیات قرآنی سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ پچھلی قوموں میں پتھروں سے مار کر ہلاک کرنے کا طریقہ عام طور پر تقریباً ہر جرم کی سزا کے لئے رائج تھا، اور اس کا رواج دور بنی اسرائیل میں بھی جاری رہا۔ غالباً اسی زمانے میں اس کو زنا کے جرم کی سزا کے لئے بھی لاگو قرار دے دیا گیا، جس کو حضرت عیسیٰؑ نے اس مشہور واقعہ کے بعد یہ

کہہ کر روک دیا کہ زانیہ پر پہلا پتھر وہ مارے جس نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

اس طرح یہ سزا متروک قرار دے دی گئی۔ علاوہ اس کے دیکھا جائے تو سورۃ نور کی آیت (۳) میں اللہ نے رجم کی نفی کر کے زانی اور زانیہ کی زندگی کی ضمانت دی ہے یہ کہہ کر کہ "زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ، اور زانیہ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک کے ساتھ، اور یہ حرام کر دیا گیا ہے مومنین پر (24-3) سنگسار کرنے کے بعد تو شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زانی اور زانیہ زندہ رہیں گے تو نکاح ہوگا۔ سنگسار کے بعد تو دونوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اللہ سبحانہ نے زنا کار مرد اور زنا کار عورت کی سزا سو درّے مقرر کی ہے اور یہ فرق نہیں رکھا کہ ان میں جو شادی شدہ ہے اس کی سزا موت ہے، جبکہ حیاتیاتی نقطہ نظر سے زنا کسی بھی فرد سے ہو نوعیت میں فرق نہیں ہوتا۔ لیکن دشمنان قرآن کہتے ہیں **الشیخ و الشیخۃ اذا زنیا فا رجموھما** ۔ عمر رسیدہ مرد اور عمر رسیدہ عورت سے زنا سرزد ہو تو دونوں کی سزا سنگساری ہے۔ جبکہ اتنے سے الفاظ سے نہ سنگساری کشید ہو سکتی ہے اور نہ ثابت! کیونکہ تمام ادبیات عرب میں **الشیخ** کے معنی شادی شدہ مرد اور **الشیخہ** کے معنی شادی شدہ عورت کے کہیں بھی نہیں لکھے۔ نہ محاورات میں نہ ضرب الامثال میں، نہ اشعار میں نہ ادبیات میں۔

ایسے میں قرآن کا راستہ روکنے کے لیے من گھڑت لغت اور من گھڑت معانی تراشنا دھنائی تو ہو سکتی ہے، کسی ہوشمند کے فکر کا حصہ نہیں ہو سکتی، نہ یہ کہ اس دھاندلی کو زمانہ سابق میں محسوس کیا گیا ہے۔ زمانہ حال کے طالبان قرآن نے اس کے ہوش ہونے کو نیز عقل و شعور کے خلاف قرار دیا ہے۔ بحمد للہ کہ مولانا امین احسن اصلاحی اور علامہ رحمت اللہ طارق اور عمر احمد عثمانی نے بھی کھل کر رجم کی نفی کی ہے ثم الحمد للہ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب کوئی پتھر سے استنجا کرے تو اسے چاہیے کہ طاق مرتبہ استنجا کرے ایک بار یا تین بار ڈھیلے استعمال کرے

(مسلم جلد اول باب 89 حدیث 457 صفحہ 451)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک بار قبرستان تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم یہ مسلمان قوم کا گھر ہے اور ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے آملیں گے۔ میری خواہش ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا تم تو میرے صحابی ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کیسے ان لوگوں کو پہچانیں گے؟ جو ابھی نہیں آئے جو آپ کی امت میں سے ہیں۔ فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے پاس کوئی گھوڑا ہو اور روشن چمکدار پیشانی اور سفید پاؤں والا گھوڑا بہت سے سیاہ مشکی گھوڑوں کے درمیان ہو تو کیا اس کا گھوڑا پہچانا نہیں جائے گا؟۔

(مسلم جلد اول باب 93 حدیث 481 صفحہ 459)

یہ حدیث بھی قرآن کریم کے خلاف ہے لہٰذا حضورؐ کی حدیث ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ "**لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ**" مردے تمہاری کوئی پکار نہیں سنتے بفرض محال اگر سن لیتے تو جواب دینے سے قاصر ہیں اس صریح آیات کے ہوتے ہوئے حضورؐ کیسے قبرستان میں کہتے کہ۔ (السلام علیکم یہ مسلمان قوم کا گھر ہے اور ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے آملیں گے)

دوسری جگہ بھی ارشاد ہے۔ **اَلَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۔ وَ الْمَوْتٰى** . دعوت حق کو صرف زندہ لوگ سنتے ہیں مردے نہیں۔ مردہ نہ تو سن سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ حدیث اس لئے گھڑی ہے کہ اس کو منوا لینے کے بعد وہ سائیں کرما والے کو ثابت کریں کہ یہ بھی سنتے ہیں منت مانگنے اور دعائیں مانگنے چلے آؤ بگڑی بن جائے گی۔ حالانکہ زندہ کے پاس جاؤ تو وہ ایک کپ چائے تو پلا دے گا مردہ تو یہ بھی نہیں کر سکتا۔

اس حدیث میں گھوڑوں کی برکت عیاں ہے۔ جبکہ بخاری کی حدیث میں گھوڑے کو منحوس ثابت کیا گیا ہے ملاحظہ ہو بخاری کی حدیث۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے

تین ہی چیزوں میں نحوست ہوتی ہے، گھوڑے، عورت اور گھر میں۔

(بخاری جلد دوم کتاب الجہاد باب 92 حدیث 121 صفحہ 90)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ متضاد بیانات جو حضورؐ سے منسوب کیا ہے یہ دونوں حدیثیں حضورؐ سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے ان کی بات میں تضاد نہیں ہوسکتا، البتہ ایرانی مجوسیوں کے کلام میں قدم قدم پر تضادات ہیں

☆۔حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا کہ حضور اکرمؐ بیٹھے ہیں حاجت کے لئے اس حالت میں کہ شام کی طرف رخ کئے اور بیت اللہ کی طرف پشت کئے۔

(مسلم جلد اول باب 99 حدیث 509 صفحہ 467)

محترم آپ چڑھے کیوں اگر چڑھے اپنا کام کر کے اتر آتے اس طرف دیکھا کیوں اگر دیکھ لیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نظر آئے تو اللہ سے معافی طلب کریں کہ یا اللہ مجھے معاف فرمایئے میں نے اتفاقیہ ادھر دیکھا تھا۔ پھر اتر آتے۔ لیکن یہ کیا کہ آپ نے وہ بات دنیا پر آشکارا کر دی لالوکھیت سے لے کر لاہور تک سب کو بتا دی کہ میں نے حضورؐ کو ایسی حالت میں دیکھا.........مگر من می دانم این ہمش دروغ است۔

☆۔حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اقدس نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے عضو تناسل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے پیشاب کے دوران اور دائیں ہاتھ سے قضاء حاجت کے بعد (شرمگاہ) پونچھے نہیں (دائیں ہاتھ سے استنجانہ کرے)

(مسلم جلد اول باب 100 حدیث 510 صفحہ 468)

ابوہریرہؓ سے روایت کہ فرمایا حضورؐ نے کہ دولعنت کرواتے والے کاموں سے بچو۔ وہ شخص جو قضاء حاجت کے لئے راستہ میں بیٹھ جائے یا سایہ دار مقامات پر

قضاء حاجت کرے۔ (مسلم جلد اول باب 102 حدیث 515 صفحہ 469)

حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن حضورؐ ایک باغ میں داخل ہوئے آپ کے پیچھے لوٹا لئے ہوئے ایک لڑکا اندر گیا، وہ لڑکا ہم میں سے چھوٹا تھا، اس نے لوٹا ایک بیری کے پاس رکھ دیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت فرمائی اور فارغ ہوکر پھر ہمارے طرف چلے آئے آپؐ نے پانی سے استنجا فرمایا۔

(مسلم جلد اول باب 102 حدیث 516 صفحہ 469)

☆۔حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ میں ایک بار نبیؐ کے ساتھ تھا آپ قوم کے کوڑے کرکٹ پھینکنے والی جگہ پہنچے کیونکہ آپ قضاء حاجت سے فارغ ہونا چاہتے تھے اور ایسی جگہیں عموماً بستی سے ذرا دور ہوتی ہیں۔ آپؐ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا میں ذرا ایک طرف ہوگیا آپ نے فرمایا کہ قریب رہو میں قریب ہوگیا یہاں تک کہ میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہوگیا۔ اس کے بعد آپؐ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

(مسلم جلد اول باب 103 حدیث 521 صفحہ 471)

☆۔حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک رات رسول اللہؐ کے ساتھ سفر میں تھے کہ اچانک آپ قضاء حاجت کے لئے سواری سے اترے (فراغت کے بعد) واپس آئے تو میں نے آپ کے لئے پانی ڈالا۔

(مسلم جلد اول باب 103 حدیث 521 صفحہ 471)

حدیث نمبر 521-525-530 بھی قضاء حاجت یعنی پیشاب پاخانے کی ہے۔

اور پیچھے بھی قضاء حاجت اور پیشاب پاخانے کی لاتعداد حدیثیں میں چھوڑ کر آگے بڑھا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا خانہ خراب کرے جنہوں نے یہ مواد ہم تک پہنچایا اور ان کا گھر برباد ہو جو یہ سب عجمی خرافات ترجمہ کر کے دوسری قوموں کو پہنچا رہے ہیں۔ اے یزدگرد کے باقیات! کیا مسلمان قوم سے انتقام میں یہ بھی جائز ہے کہ ان کے برگزیدہ پیغمبر کی مستور زندگی پر بھی پردہ نہ رہنے دیا

جائے؟؟ اگر سچائی ہو تو سر آنکھوں پر لیکن جھوٹ کے پلندوں کے ساتھ بزرگ جلیل القدر صحابہ کرام کے نام لگا کر ہمیں باور کراتے ہو؟ اللہ سے تو تم کیا ڈرو گے زرتشت سے ڈرو یزداں سے ڈرو۔

☆۔ حضرت علقمہ اور اسودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہؓ کے ہاں مہمان ہوا صبح کو وہ اپنا کپڑا دھونے لگا بی بی عائشہؓ نے کہا تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اگر تو نے منی دیکھی تھی تو اس جگہ کو دھو ڈالتا، اگر نہیں دیکھی تھی تو اس جگہ کے اردگرد پانی کے چھینٹے مار لیتا، میں حضورؐ کے کپڑوں سے منی کھرچ لیتی تھی۔ اور آپؐ انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

(مسلم جلد اول باب 113 حدیث 564 صفحہ 485)

ایک شخص بی بی عائشہؓ کے ہاں مہمان تھا۔ یہ کون تھا حضورؐ تو رضاعی بھائی پر برامان گئے تھے۔ کہ یہ کون ہے؟ ملاحظہ ہو حدیث:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسولؐ اللہ ان کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار گزری اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ذرا سوچو تو سہی تمہارا بھائی کون ہے، دودھ کا رشتہ تو صرف بھوک کا ہے۔

(ابوداؤد جلد دوم باب 86 حدیث نمبر 290 صفحہ نمبر 106)

اور یہاں وہ غیر مرد جو رات کو مہمان تھا صبح منی کا داغ دھو رہا ہے اور بی بی عائشہؓ سے صحیح طریقہ سمجھا رہی ہے۔ اللہ کرے تم جہنم کا ایندھن بنو۔ کیا اس وقت کوئی حجرہ بیٹھک سرائے نما جگہ یا مہمان خانہ نہیں تھا کہ باہر سے آنے والوں کو ٹھہرایا جاتا کہ غیر مرد کو عائشہ صدیقہ کے ہاں ٹھہرایا گیا۔

☆۔ حضرت عبداللہ بن شہاب الخولانی کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت عائشہؓ کے مہمان ہوا رات مجھے اپنے کپڑوں میں احتلام ہوا، میں نے اپنے دونوں کپڑے

پانی میں ڈبو دیئے، حضرت عائشہ کو اس کی باندی نے خبر دی۔ حضرت عائشہؓ نے مجھے بلوایا کہا تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا کہ تم اپنے کپڑوں کے ساتھ وہ کچھ کرو جو تم نے کیا ہے۔ میں نے کہا میں نے وہ کچھ دیکھا جو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) حضرت عائشہؓ نے کہا کیا تم نے اپنے کپڑوں میں اس کا کچھ اثر دیکھا تھا، میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ اگر تم کچھ دیکھتے تو دھو ڈالتے میں تو حضورؐ کے کپڑوں سے خشک منی اپنے ناخن سے کھرچ ڈالتی تھی۔

(مسلم جلد اول باب 113 حدیث 570 صفحہ 487)

(عربی کسی ایرانی کی لکھی ہوئی ہو اور اردو ترجمہ گڑگاواں والے نے کیا ہو تو بے رنگی لازم ہوتی ہے) بچاری عائشہ صدیقہ ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی کیا ہوئی کہ دشمنان دین نے تمام بدبودار، متعفن اور غلیظ روایات ان کے کھاتے میں ڈال دیئے کیا اس نے حضرت علیؓ کی خلافت کا حق مارا تھا؟ نہیں بلکہ دشمنوں نے جنگ جمل میں ایک طرف حضرت علیؓ کو کھڑا کیا تھا اور دوسری طرف بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو۔ اس کا بدلہ یہ پرائے مرد کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں مہمان ٹھہرایا، اسے احتلام ہوا زوجہ رسولؐ جو ازواج میں سب سے جوان تھی وہ اسے منی ہٹانے کا طریقہ بتا رہی ہے۔ ایسا ایران میں ہوتا ہوگا عرب میں نہیں ہوتا۔

ہمارے لاکھوں پاکستانی آج کل عرب ممالک میں روزگار کے لئے جاتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ عرب بھی ہماری طرح ہیں جن چیزوں کو ہم برا جانتے ہیں عرب بھی انہیں برا سمجھتے ہیں۔ مگر ایرانی جامعین حدیث نے تو انہیں ننگ انسانیت پیش کیا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ سمجھ لیا جائے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے انہیں بگاڑ دیا تھا اب وہ درست ہو گئے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کی صحبت نے انہیں حیادار بنایا تھا۔ وہ دنیا کے لئے ایک رول ماڈل تھے۔

☆۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم میں سے اگر کوئی حائضہ ہوتی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم تہہ بند باندھنے کا حکم دیتے جبکہ حیض کا خون جوش پر ہوتا۔ پھر

آپؐ اس سے مباشرت کرتے۔ فرماتی ہیں کہ تم میں سے کون ہے جو اپنی جنسی خواہش پر قابو رکھتا ہو۔ جیسی قدرت و اختیار حضورؐ رکھتے تھے۔

(مسلم جلد اول باب 116 حدیث 577 صفحہ 493)

یہاں حضورؐ کی توہین بھی کی گئی ہے اور انہیں حکم عدولی کا مرتکب بھی بتایا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ رب کا حکم ہے کہ حیض ایک غلاظت ہے ایام حیض میں :۔ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۔ ان کے قریب نہ جاؤ جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔ کیا قریب نہ جانا اسی کو کہتے ہیں کہ کپڑا ڈال کر اپنا کام چلاؤ۔ کیا جنسی قوت پر قابو پانے والا اس کو کہتے ہیں کہ حیض میں بھی بیوی کو مباشرت کے لئے مجبور کرے......

اگر نبی ایسا ہو جائے تو عام آدمی کہاں تک پہنچے گا۔ یہ بھی سوچنا چاہیے کہ رسول مقبولؐ کا عمل امت کے لئے قابل تقلید سنت ہے۔

☆۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں بہت مذی خارج کرنے والا شخص تھا (یعنی میری مذی بہت نکلتی تھی) (سفید رطوبت جو شہوت کے غلبے سے نکلتی ہے) مجھے حضورؐ سے یہ بات کرنے سے حیا آتی تھی۔ کیونکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی میری نکاح میں تھی۔ تو میں نے مقداد بن الاسود سے کہا تو انہوں نے آپؐ سے دریافت کیا آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو دھو دے اور وضو کر لے۔

(مسلم جلد اول باب 119 حدیث 591 صفحہ 497)

یہ باتیں کسی عام شخص کو زیب نہیں دیتی، انہیں کیا کھانے کو ملتا تھا کہ شہوت زوروں پر تھی یہ لچر اور واہیات باتیں چنڈو خانے میں ہوتی تھیں یا ایران کے میکدوں میں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں جب وضو کر لے۔

(مسلم جلد اول باب 121 حدیث 598 صفحہ 499)

☆۔ حضرت بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ اپنی ازواج مطہراتؓ میں سے کئی ایک سے فارغ ہو جاتے تھے ایک ہی غسل سے (مراد یہ ہے کہ ایک زوجہ سے صحبت کرنے کے بعد غسل کے بغیر دوسری زوجہ سے صحبت کر لی اور آخیر میں غسل کر لیا)

(مسلم جلد اول باب 121 حدیث 604 صفحہ 501)

☆۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ جو اسحاق بن ابی طلحہ کی دادی تھی حضورؐ کے پاس تشریف لائیں عائشہؓ بھی موجود تھیں عرض کیا یا رسول اللہ عورت کیا سونے کے دوران وہ کچھ دیکھتی ہے مرد جو کچھ دیکھتا ہے (احتلام) اور وہی چیز اپنے اندر سے بھی نکلتے دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے (منی) حضرت عائشہؓ نے سنا تو کہا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا (کیسی بے شرمی کی بات کہی جس کا مطلب ہے عورتوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے) حضورؐ نے فرمایا اے ام سلیم اگر ایسا دیکھے تو غسل کر لے۔

(مسلم جلد اول باب 122 حدیث 605 صفحہ 501)

احتلام کا مسئلہ معلوم کرنے کے لئے بے شرموں نے دادی اماں کو بھی حضورؐ کے دربار میں بھیج دیا۔ یہ ہے مجوسیوں کا طریقہ واردات۔

☆۔ انہی کے بارے میں متصل حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے بڑی حیا آئی اور کہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کو بھی احتلام ہو اور کیا اس کے بھی منی ہوتی ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں ورنہ بچہ کے اندر اس کے ماں کی مشابہت کہاں سے آتی ہے۔ بے شک مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے جبکہ عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے۔ دونوں میں سے جو بھی غالب ہو جاتی ہے (رحم مادر میں) تو اسی کی مشابہت بچہ میں آ جاتی ہے۔

(مسلم جلد اول باب 122 حدیث 606 صفحہ 502)

آگے کئی حدیثیں ہیں عورتوں کی جانب سے خواب، احتلام اور منی کی۔ وہ

چھوڑ کر میں آگے بڑھتا ہوں۔

☆ ۔حضرت ابو سلمہؓ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید حضرت عائشہؓ کے پاس آئے وران سے نبی کریمؐ کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ایک صاع تقریباً سات آٹھ سیر کے بقدر پانی منگوالیا اور غسل کیا اس طرح کہ ہمارے درمیان پردہ حجاب تھا۔ اور سر پر تین بار پانی بہایا۔ اور ابو سلمہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کی ازواج اپنے سروں کے بال کاٹا کرتی تھیں وفرہ کے بقدر یعنی کانوں کی لو تک بال رکھتی تھیں۔

اسی موضوع پر ایک حدیث بخاری میں بھی ہے ملاحظہ ہو۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید ان کے پاس گئے ان کے بھائی نے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غسل (جنابت کا) کیونکر کرتے تھے؟ انہوں نے ایک برتن منگایا جس میں ایک صاع برابر پانی ہوگا پھر حضرت عائشہؓ نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ پڑا تھا۔

(بخاری جلد اول کتاب الغسل باب 176 حدیث 247 صفحہ 197)

قارئین کرام پردے کے پیچھے سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جسم نظر آتا ہوگا جب ہی تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبداللہ بن یزید مطمئن ہو کر چلے گئے۔ ورنہ غسل کی نمائش کس کام کی۔ کیا آپ اور ہم یہ برداشت کرلیں گے کہ ہم نہ ہوں اور ہماری بیوی لوگوں کو شرعی غسل کی ترکیب بتاتی ہو؟ علاوہ اس کے غسل کا مسئلہ اتنا اہم تھا کہ اس کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے جوان بیگم عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جایا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وفات نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غسل کرنا نہیں آتا ہوگا یعنی وہ جنبی (ناپاکی) حالت میں زندگی گزارتے ہوں گے؟ وفات النبی کے بعد انہیں خیال آیا ہوگا کہ غسل کا طریقہ ہی سیکھ لیا جائے۔ بھلا ہو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہ اس نے عملی طور پر امت کو غسل بتا کر روشناس کرایا

ان میں ایک تو بہت بلند پائے کا اصحابی تھا عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو ساری زندگی حضورؐ کے ساتھ رہا یہ اسلام کے ستونوں میں سے ایک تھا اس کا مبارک نام مسجد نبوی (مدینہ) میں نمایاں طور پر لکھا ہے۔ یہ دین کے ہر امر معروف اور نہی عن منکر سے واقف تھا۔ اس کے مقابلے میں عبداللہ بن یزید اس پائے کا نہ تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ غسل کے طریقے سے وہ واقف نہ ہوں؟ اور وہ زوجہ رسولؐ کے پاس آئے غسل سیکھنے، حیران ہوں کہ ان مجوسیوں میں ذرا عقل نہ تھی؟

کیا یہ بہتر طریقہ نہ تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنی بیوی کو ام المومنین عائشہؓ کے پاس بھیجتے اور وہ غسل کا صحیح طریقہ سیکھ کر آتی اور اپنے شوہر کو بتاتی؟ دراصل عجم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس زوجہ مطہرہ سے بغض وعناد اور جو مخاصمت تھی وہ چھپائے نہیں چھپتی تھی۔ حسد اور انتقام کی آگ ان کے سینوں میں انگیٹھی کی طرح سلگتی تھی۔ عائشہ صدیقہؓ سے عداوت کی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ صدیق اکبرؓ کی بیٹی تھی (بقول ان کے) جس نے خلافت میں حضرت علیؓ کا حق مارا اور پہلے خلیفہ بن گئے۔ حق تو علیؓ کا تھا جو پہلے ایمان لائے، داماد بھی تھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ اور عائشہ صدیقہؓ کے پلہ سے عجمی تاریخ دانوں نے ایک فرضی جنگ (جنگ جمل) بھی باندھ رکھی ہے۔ جس میں دو طرفہ ہزاروں صحابہ کرام کو قتل کروایا اس جنگ میں حضرت علیؓ کے مقابلے میں بی بی عائشہؓ کو لا کھڑا کیا گیا، اس لئے ہماری کتب میں جنسی نجاست، گندگی، اور متعفن بدبودار روایات ہیں وہ (حضرت عائشہؓ) کی ذات سے منسوب ہیں۔ اور یہ تمام گرعفت مال یعنی خود ساختہ مواد خواص اور عوام میں حدیثوں کے نام سے مشہور ہے۔ اس لئے میں نے بامر مجبوری اس کو حدیث ہی لکھا ہے حالانکہ سب سے بڑا کفر اور دھوکا تو یہ ہے کہ اس مواد کو حدیث کہا جائے۔ چاہے وہ صحیح ہو یا وضعی حدیثیں ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ یہی نام اللہ نے اپنے کلام کے لئے پسند فرمایا ہے۔ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (39-23) اللہ ہی نے بہتر حدیث نازل کی

☆ - امام اوزاعی اور ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ ہم سے کہا ابو اسید نے کہ ایک بار (مدینہ سے) باہر آنحضرتؐ کے ساتھ ہم نکلے ایک احاطہ والے باغ پر پہنچے جس کا نام شوط تھا وہاں جا کر دو اور باغوں کے بیچ میں بیٹھے، آپؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا تم لوگ یہیں بیٹھو اور آپؐ باغ کے اندر تشریف لے گئے۔ وہاں جونیہ عورت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی۔ اس کو کھجور کے باغ میں ایک گھر میں اتارا گیا تھا۔ اس عورت کا نام امیمہ بنت نعمان شراحیل تھا اس کے ساتھ اس کی انا کھلائی بھی تھی۔ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے آپؐ نے فرمایا هبی نفسک لی۔ اپنا آپ مجھے بخش دے۔ اس نے کہا "بھلا کہیں بادشاہزادیاں بھی اپنا آپ بازاریوں یعنی (رعیت) کو بخشا کرتی ہیں؟ آپ نے (اس بخت کلمے پر بھی پیار سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے دل کو تشفی ہوئی) وہ کیا کہنے لگی میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا تم نے ایسے کی پناہ لی جو پناہ لینے کے قابل ہے۔ اور آپؐ باہر آئے آپؐ نے فرمایا ابو اسید اس کو ایک جوڑا کپڑے کا دے دے اور اس کو اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دے۔ اور حسین بن ولید نیشا پوری نے (جس سے امام بخاری نہیں ملے) اس حدیث کو عبد الرحمن بن غسیل مذکور سے روایت کیا۔ سہل بن سعد اور ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دونوں نے کہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو اس (کم بخت بدنصیب) کو برا لگا آپ نے ابو اسید سے فرمایا کہ ایک سفید جوڑا کپڑوں کا اس کو (احسان کے طور پر) دے دو۔

(صحیح بخاری جلد سوم۔ کتاب الطلاق حدیث نمبر 157 صفحہ 146)

یارب یاذوالجلال والاکرام ایسے لوگوں پر آسمان سے پتھر کیوں نہیں برساتے جو آپ کے نبیؐ کے کردار کو مسخ کر رہے ہیں اور ان کے صحابہ کرام کو بدنام کر رہے ہیں، انتقامی طور پر جلدی میں اس من گھڑت افسانے میں کئی خامیاں ہیں۔

(۱) امیمہ یا جونیہ اگر منکوحہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تھی تو یہ احاطہ (شوط) کھجوروں

کے جھنڈ میں کیا کر رہی تھی، اس کو تو حرم نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہونا چاہیے تھا۔

(۲) اگر جونیہ کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا تھا تو ظاہر ہے قرآن کے مطابق باہم رضامندی سے ہوا ہوگا۔ نہ کہ زبردستی کیونکہ اللہ کا حکم ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا۔ (4-19) اے ایمان والو! تم پر حلال نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً مالک بن جاؤ۔ جو تم سے کراہت کرتی ہوں۔ یہاں تو یہ معاملہ جبر کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہاتھ لگانے پر وہ عورت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتی ہے۔ (جا کیا شہزادیاں بھی بازاری آدمیوں کو جان بخشتی ہیں) اللہ تو شہادت دیتا ہے کہ حضورؐ اتباع کرتے تھے احکام الٰہی کی جو قرآن کی دفتین میں موجود ہے۔ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ (6-50) میں کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ تو اللہ کی شہادت، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا، اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جونیہ سے نکاح کیا ہوتا تو باہم رضامندی سے کیا ہوتا تب وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دھتکارتی۔ اور وہ ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بیٹھی ہوتی کھجوروں کے جھنڈ میں نہ بیٹھی ہوتی۔ یہ بھی مجوسیوں، کا بنایا ہوا افسانہ ہے۔ اور یہ بھی تسلیم شدہ بات ہے کہ حضورؐ نے کسی زوجہ کو طلاق نہیں دی۔ اگر حضور کسی بیوی کو طلاق دیدیتے تو اس عورت کی زندگی تباہ ہو جاتی کیونکہ وہ عورت زندگی بھر کسی سے شادی نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ۔ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (33-6)

اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس کہانی کے آخری راوی ابو اسید ہیں۔ اس نے بتایا نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتک اور بے عزتی کی یہ شرمناک داستان خود اُسے سنائی کہ اُن کے ساتھ جھنڈ میں کیا واقعہ پیش آیا، یا جونیہ نے اس واقعہ کو مشتہر کیا۔ اس کی تفاصیل باہر کیسے آئیں، کیا ابو اسید کہیں کان لگا کر سن رہے تھے؟ یا کسی سوراخ سے تمام صورت حال کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ اگر ایسا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہوتا تو دونوں کو خاموش رہنا چاہیے تھا، مگر انتقام لینے والوں نے پہلے افسانہ بنایا پھر اسے تشت از بام کیا اور ہمیں یہ باور کرایا کہ بعد از قرآن یہی اصح الکتب ہیں ان کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں رہتا۔

آخر میں ہمارے زخموں پر یہ پٹی رکھی کہ جونیہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ تھی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگانے نہ دیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی۔ نہ یہ سوچا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ عورت سے کوئی شادی کر ہی نہیں سکتا تھا اور یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی کو طلاق دی ہی نہیں۔ جونیہ اگر حضورؐ کو گالی دیتی ہے (بازاری سردکی) تو نکاح میں تو قبول وایجاب بھی ہوتا ہے کیا کھجوروں کے جھنڈ میں دھتکار دیا اور نکاح میں قبول کیا تھا؟ علاوہ اس کے اگر وہ حضورؐ کی منکوحہ تھی تو جھنڈ میں جاتے وقت حضورؐ ابواسید کو بتا دیتے کہ میں ذرا بیوی کو ملنے جا رہا ہوں، مگر حضورؐ نے کہا تم یہاں بیٹھو میں شوط تک جاتا ہوں۔ وہ صحابہ جو حضورؐ کی ایک ایک بیوی سے واقف تھے کہ کب کس بیوی کو حیض ہوا اور کب وہ نہائی اور کب حضورؐ سے ہم بستر ہوئی انہوں نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ حضورؐ کی مطلقہ امیمہ بنت شراحیل کا کیا بنا کیا اس نے شادی کی یا تمام عمر ویسے ہی گزار دی۔

یہ ہے فارس کا انتقام کہ وہ ہستی کہ جس کے کردار پر دشمن انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا آج اسے عجمی اماموں نے "راسپوٹین" کے برابر لا کھڑا کیا۔ جب قریش مکہ (ابوجہل اور ابوسفیان) حبشہ (اتھوپیا) گئے، مال تجارت لے کر تو حبشہ کے شاہ سے ملے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مدد مانگی۔ شاہ حبش نے کہا مدد تو میں دے دوں گا یہ بتاؤ کہ وہ آدمی کیسا ہے؟ سرداران قریش نے کہا، آدمی تو بہت کھرا اور سچا ہے بس یہ نقص ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے۔ شاہ حبشہ نے کہا میں ایسے شخص کے خلاف مدد نہیں دے سکتا۔ کہ دشمن بھی اس کی سچائی اور کھرے پن کا اقرار کر رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ بھی سچ کہہ رہا ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن فارس اُن کی کیا تصویر پیش کر رہا ہے العیاذ باللہ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اُن پر آخری کتاب نازل ہوئی۔ باطل کو شکست فاش ہوئی اندھیرے روپوش ہو گئے اور وحی کی روشنی سے یہ دنیا جگمگا اٹھی۔ یہ صورت حال شکست خوردہ عناصر کو قبول نہ تھی، ان کے سینوں میں انتقام کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ وہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلام میں داخل ہوئے

تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

قرآن کریم جس کی حفاظت کا دعویٰ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا تھا اس میں تو یہ لوگ رد و بدل نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے انتقامی ارادوں کو اقوال رسول کا لبادہ اوڑھا کر ہمارے لٹریچر میں بھر دیا۔ جس قول کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیا جائے پھر ہمارے ہاں اُس پر تحقیق کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر ہر دور میں اللہ کے کچھ ایسے بندے میدان میں آتے رہے جو باطل کو دفن کرتے رہے اور حق کو ظاہر کرتے رہے۔ مگر باطل پھر سر ابھار کر نمودار ہوتا رہا۔

قرآن حکیم اور فقہا کی سوچ میں حریفانہ چپقلش دیرینہ ہے۔ قرآن اپنے سچے کو تضاد سے بالاتر ٹھہراتا ہے۔ جبکہ فقہا اس معاملہ میں اپنی حکمرانی جتلانے کے لئے پہلوانی کے گر آزماتے رہے ہیں مثلاً۔

☆-(۱) قرآن فرماتا ہے کہ **وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا** (25-8) ظالم کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ "جادو کے مارے ایک انسان کے پیچھے چل پڑے ہو؟۔ حالانکہ جادو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا اثر انداز ہوتا، وہ تو عام انسان پر بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ **وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی** (20-69) جادو والا جتنا بھی زور لگائے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن عجمی مفسرین کہتے ہیں کہ لبید بن اعصم یہودی نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور اس کی تاثیر اتنی طاقتور تھی کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا دماغ مختل ہو گیا اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم چھ ماہ کے لگ بھگ دماغ رفتہ رہے حتیٰ کہ بیویوں سے مقاربت کرتے تو بھول جاتے کہ مقاربت ہوئی بھی ہے یا نہیں اور کھانا پینا بھی بھول جاتے تھے۔ **و اخذ عن النسآء و الطعام و الشراب۔** (بخاری و فتح الباری 24/435)

جادو تو پوری قوم پر ہوا ہے، کہ رب کا کہا تو اثر انداز نہیں ہوا کہ میرے رسول کو سحور کہنے والے گمراہ ہیں ظالم ہیں (8/25-17/47) مگر (بخاری صاحب) کا کہنا اثر کر گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا۔ پھر سورۃ الفلق اور سورۃ والناس کیچھ سے

انہیںؑ جادو سے نجات ملی۔ یہ جادو کی روایت آپ ہر محراب و منبر سے سنیں گے۔

اسے کہتے ہیں جادو۔

☆۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ سے غسل جنابت کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی بہاتا ہوں۔

(مسلم جلد اول باب 126 حدیث 637 صفحہ 512)

☆۔حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرمؐ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا اور آپؐ نے میرے کان میں ایک بات بتائی جو میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ رسول اللہ کو یہ بات بہت پسند تھی کہ آپ قضاء حاجت کے لئے کسی پتھر یا کھجور کی جھنڈ کی آڑ لیں تاکہ بے پردگی نہ ہو اور یہی حکم ہے کہ قضاء حاجت کے لئے لوگوں سے چھپ کر اور آبادی سے دور نکل کر فارغ ہونا چاہیے۔

میں کیا کہوں پیچھے کئی حدیثیں اس کے خلاف گزر چکی ہیں۔ لگتا ہے ان ایرانیوں کی یادداشت بھی کمزور تھی۔

☆۔حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ پوچھا کہ اگر مرد اپنی بیوی سے جماع کے دوران اکسال (سستی دیر) کرے۔ عضو مخصوص کو عورت کے فرج (شرمگاہ) میں داخل کرنے کے بعد انزال سے قبل نکال لے تو اسے جو گندگی عورت سے لگے عورت کے شرمگاہ کی رطوبت وغیرہ۔ تو کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا عضو پر جو عورت کی شرمگاہ کی رطوبت لگ جائے تو اسے دھولے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔

(مسلم جلد اول باب 136 حدیث 673 صفحہ 526)

کیا کسی انسان سے یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ اتنی گندی زبان استعمال کرے گا؟ چہ جائے سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم یا ان کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یوں لگتا ہے کہ ان زرتشتیوں کے پیر مغاں نے اپنے چیلوں کے درمیان مقابلہ کرایا تھا کہ انعام اسے ملے گا جو سب سے زیادہ گندی زبان استعمال کرے گا۔

ملاحظہ ہو۔

(جماع کے دوران اکسال (سستی دیر) کرے۔ عضو مخصوص کو عورت کے فرج (شرمگاہ) میں داخل کرنے کے بعد انزال سے قبل نکال لے تو اسے جو گندگی عورت سے.....) **استغفر اللہ۔استغفر اللہ۔استغفر اللہ۔**

قارئین کرام اپنے ایمان سے کہیے کہ کیا یہ اس صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جن کے بارے میں رب کا فرمان تھا۔ آپ اخلاق کی بلندی پر ہیں اور فرمایا کہ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ جب لوگوں سے بات کرو تو شائستگی سے کرو۔

☆۔حضرت زید بنؓ خالد الجہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان سے سوال کیا کہ مرد اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال منی نہ ہو تو کیا حکم ہے وضو کرلے جیسے کہ نماز کے لئے کرتا ہے اور عضو مخصوص کو دھو لے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے رسول اکرمؐ سے سنی تھی۔

(مسلم جلد اول باب 136 حدیث 675 صفحہ 526)

☆۔موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار صحابہ میں سے ایک جماعت میں اختلاف رائے ہوگیا انصاری صحابہؓ نے کہا کہ جب تک منی کود کر شہوت سے نہ نکلے اور انزال نہ ہوجائے غسل واجب نہیں ہوتا۔ مہاجرین نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جب مرد اور عورت دونوں میں اختلاط ہوجائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا میں ابھی تمہاری تشفی کئے دیتا ہوں۔ میں اٹھا اور حضرت عائشہؓ سے اجازت مانگی، مجھے اجازت دی گئی تو میں نے ان سے عرض کیا اے ماں یا ام المومنین میں ایک سوال پوچھتا ہوں مگر مجھے شرم آتی ہے کہ (آپ سے ایسا سوال کروں) انہوں نے فرمایا کہ جس بات کے پوچھنے میں تم اپنی حقیقی ماں سے نہ شرمائے تو مجھ سے بھی شرم نہ کر۔ میں تیری ماں ہی ہوں۔ میں نے کہا کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں اطراف میں بیٹھ جائے اور شرمگاہ شرمگاہ سے مل

جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(مسلم جلد اول 136 حدیث 679 صفحہ 527)

میں بھی حیران تھا کہ اتنی گندی حدیثیں گزر گئیں مگر بی بی عائشہؓ کا ذکر نہیں ہوا۔ لیکن یہ کیسا ممکن ہے کہ گندگی ہو اور بی بی عائشہؓ کا ذکر نہ ہو۔ حقیقی ماں کا ذکر آیا ہے، تو اتنا عرض کرتا چلوں کہ کیا اپنی ماں سے اس قسم کا سوال کیا جا سکتا ہے؟ علاوہ اس کے کہ مدینہ میں لاتعداد اصحاب کرامؓ موجود تھے اگر حضورؐ وفات پا چکے تھے تو یہ ابتدائی مسائل سب کو معلوم تھے اور شیخینؓ سے بھی پوچھا جا سکتا تھا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ تو معروف صحابہ میں سے تھے زمانے سے ایمان لا چکے تھے کیا اسے یہ ابتدائی مسائل بھی معلوم نہیں تھے؟ جس کے بغیر مسجد نبوی میں بھی داخل نہیں ہو سکتے تھے؟ ابو مسلم نے لکھا ہے کہ انصار اور مہاجرین میں بحث ہو رہی تھی کہ (جب تک منی کود کر شہوت سے نہ نکلے اور انزال.....) ابو مسلم نے یہ ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی محفلیں اسی فحش اور لچر گفتگو سے مزین اور آباد تھیں۔

میں پھر یہ کہوں گا کہ اگر مدینہ میں کوئی ایک مرد بھی نہیں تھا جس سے یہ مسئلہ پوچھا جاتا تو بھی اخلاق کا تقاضہ تھا ابو موسیٰ اشعریؓ اپنی بیوی کو عائشہؓ صدیقہ کے پاس بھیجتا کہ غسل کا مسئلہ پوچھ کر آؤ ورنہ ہم برباد ہو رہے ہیں۔ اب تک تو ناپاکی میں زندگی گزار چکے ہیں اور نہیں گزاری جاتی۔

☆ - ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی کہ جب آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی اس وقت ان کی عمر نو برس تھی اور وہ نو برس آپ کے پاس رہی۔

(بخاری جلد سوم باب النکاح 68 حدیث 120 صفحہ 93)

قرآن کریم کا واضح حکم ہے۔ وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا ...... (4-5) اور نا سمجھ لوگوں کو تم ان کا مال نہ دو جن کو اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے...... اگلی آیہ ملاحظہ ہو۔ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا

بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (4-6)
اور یتیموں کا امتحان لیتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں تب اگر تم ان میں عقل کی پختگی پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ یعنی ان میں سوجھ بوجھ پیدا ہو جائے جب۔

اس آیت کریمہ کی رو سے اللہ نے نکاح کی عمر بلوغت کے ساتھ مشروط کر دی اور بلوغت کی وضاحت یہ بتائی کہ جب لڑکا یا لڑکی سماجی معاملات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اب للہ بتایئے کہ چھ سال یا نو سال کی بچی یا بچہ اس قابل ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی معاملہ طے کیا جائے؟ انہیں تو ماں باپ سودے کے لئے بڑا نوٹ بھی نہیں دیتے کہ راستے میں کہیں گرا دیں گے، یا دکاندار کم پیسے دے گا اور یہ لے کر چلے آئیں گے۔ یا کوئی چھین لے گا وغیرہ وغیرہ۔

بقول راویان۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شادی (۶) برس کی عمر میں ہوئی اور رخصتی (۹) برس کی عمر میں ہوئی یہ بات ماخذات کی تمام کتابوں میں درج ہے۔ اس کے راوی ہشام بن عروہ یا ابن شہاب زہری کو بتایا جاتا ہے۔ میرے نزدیک (النسآء ۔ ۵) میں درس عبرت پنہاں ہے کہ جب تک معاملہ کی سدھ بدھ نہ ہو کسی کو فریق نہ بنایا جائے اور نکاح کو تو کہتے ہی عقد ہیں یعنی فریقین کے درمیان معاہدہ کیا بالغ اور نابالغ کے درمیان کسی قسم کا کنٹریکٹ ہو سکتا ہے؟ اور اسے دنیا کی کوئی بھی عدالت درست اور صحیح تسلیم کرے گی؟ زوج عربی میں جوڑے کو کہتے ہیں، جیسے دو پاؤں کے جوتے جو ایک دوسرے کی تکمیل کا موجب بنتے ہیں۔ (One of a pair) یا ہم دیگر ہم رنگ و ہم آہنگ انسانی جوڑے خواہ وہ میاں بیوی کی صورت میں ہوں یا عام رفقاء کی صورت میں اس سے مراد ہے ایک دوسرے کے رفیق چھ اور نو سال کی عمر میں شادی طبائع بشری اور اصول مقاربت کے منافی ہے۔ اس عمر کا بچہ نہ سیکس سے آگاہ ہوتا ہے اور نہ ہی سیکسی خواہشات کا متحمل۔ بلکہ اس کے لئے تو مقاربت اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ دونوں کے درمیان جذب و کشش کی تحریک اس وقت ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے جب طالب و مطلوب

اپنے عمل کے ثمر سے آگاہ ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے نابالغی کے نکاح کو ثمر آور نہیں ٹھہرایا۔ طالب کو پتہ ہے کہ ایجاب وقبول کیا ہے، مگر مطلوب اپنی کم سنی کی وجہ سے نہ ایجاب سے آگاہ ہوتا ہے نہ قبول سے۔

یہ اصول بشریت اور قرآن کریم کے خلاف ہے یہ کام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کر ہی نہیں سکتے تھے۔ یہ شوشہ رئیس المحدثین امام محمد بن شہاب زہری (۱۲۴ھ م) کا ہے جنہیں غلط بیانی پر کئی بار وارننگ بھی مل چکی تھی۔ مگر اس کی غلط بیانی کام کر گئی۔ حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت شادی ۱۹ سال تھی۔

قرآن کریم نے نکاح کو مِیثَاقًا غَلِيظًا (4-21) یعنی پختہ ترین، گاڑھا، دبیز معاہدہ کہہ کر پکارا ہے اور یہی واحد طریقہ ہے جس کے ذریعہ مرد اور عورت کے مابین جنسی تعلق ممکن ہونا چاہیے۔ اس وجہ سے قرآن نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ معاہدۂ نکاح سے پیشتر ہی اس معاہدے کے فریق مرد اور عورت ایک دوسرے سے ہم آہنگی کو اچھی طرح سمجھ بوجھ لیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا کہ تم زبردستی عورتوں کے مالک نہ بن جایا کرو۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا، (4-19) اے ایمان کے دعویدارو! حلال نہیں تم پر وہ عورتیں جو تم سے کراہت کرتی ہوں۔ زہری کے بہتان نے تین کام کئے۔

(۱) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو داغدار کیا کہ وہ بشریت کے کسی قاعدہ وقانون کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

(۲) نابالغ لڑکی سے شادی کر کے قرآن کے حکم کو پامال کیا۔

(۳) اور ان اماموں نے اپنے لئے کم سن بچیوں تک پہنچنے کی راہ ہموار کی۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مرغی سے زیادہ چوزوں میں طاقت ہوتی ہے جب (۶) سال کی معصوم بچی کے ساتھ نکاح حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر لیا تو اس طرح یہ عمل امت کے لئے سنت قرار پایا۔ تو مولوی کے نزدیک امت کے لئے اس پر عمل ضروری ہے۔ اور اس کے خلاف لب کشائی پر کفر اور انکار حدیث کے فتوے لگ سکتے ہیں۔

مگر جو مولوی عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت رخصتی چھ اور نو سال بتاتا ہے، اگر اس سے اس کی چھ سالہ بیٹی کا ہاتھ مانگا جائے تو وہ چھوٹتے ہی کہے گا "تم کافر ہو گئے ہو" ابھی تو وہ معصوم بچی ہے۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی اتباع نہیں کرتے تھے؟ کہ نابالغ لڑکی سے شادی کر بیٹھے۔ حالانکہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوحٰى (6-50) میں کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ پھر اللہ نے خود شہادت دی ہے۔ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوحٰى اِلَيَّ ...... (10-15) یہ کس قسم کی اتباع تھی کہ نکاح کے لئے رب کا حکم بلوغت ہے اور اس کا پیغمبر اس حکم کو (معاذ اللہ) پامال کر کے نابالغ لڑکی سے نکاح کر لیتے ہیں؟ یارو! یہ بہتان عظیم ہے، نہ تو یہ ممکن ہے، نہ ایسا ہوا۔ مگر ہماری کتب میں یہ واقعہ موجود ہے، اور اس کو سچ ماننے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس کے منکر پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔

اسی قسم کی حدیثوں سے راجپال اور رشدیوں کو غذا ملتی ہے اور خاکے بنانے والے حرکت میں آتے ہیں۔ جس مومن مسلمان کو ان خاکوں وغیرہ سے اذیت پہنچتی ہے ان کا فرض ہے کہ وہ ان حدیثوں کے خلاف حرکت میں آئے سانپ کی ماں کو مارنا چاہیے تاکہ ان کی GENERATION ہی ختم ہو۔ زبانی بدگوئی کتنی ہی دل آزار ہو وقت کے ساتھ ساتھ وادیٔ فراموش میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کردار کشی کو تحریری شکل دی جائے اور ماخذ کی کتابوں میں محفوظ کر لیا جائے، تو جب تک ان کتابوں کا وجود باقی ہے دل آزاری تازہ بہ تازہ ہوتی رہے گی۔ ہماری کتب میں عصمت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو داغدار بنایا گیا ہے۔ ایسی باتیں لکھی گئیں ہیں کہ حیا منہ کو آتی ہے۔

☆ - چار صحابہؓ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر میں جاتے اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ غزوہ مریسیع (دوسری جگہ بنی مصطلق) میں آپؐ نے قرعہ ڈالا میرا نام نکلا میں ساتھ گئی۔ آپؐ جب جہاد سے لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک رات آپؐ نے کوچ پکارا تو میں اٹھی حاجت کے لئے اکیلی چلی لشکر سے

پڑنے نکل گئی جب حاجت سے فارغ ہوئی تو اپنی جگہ پر آئی تو میں نے اپنا سینہ چھوا تو معلوم ہوا میرا ہار جو اظفار کے نگینوں کا تھا وہ ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے۔ میں پھر لوٹی اور ہار ڈھونڈنے لگی۔ ادھر قافلے والوں نے ہودج اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں کیونکہ کھانے کو بہت کم ملتا تھا۔ اور میں اس وقت کم سن تھی انہوں نے خیال نہ کیا اور چلے گئے اور میں ہار تلاش کرتی رہی۔ جب واپس آئیں تو کسی کو نہ پایا صرف صفوان بن معطل رہ گیا تھا، جس کا کام تھا کہ قافلے سے رہ جانے والی چیزوں کو اکٹھا کر لیا کرے۔ اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ آیت پردہ سے پہلے دیکھا تھا۔ بہر حال اس نے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ اس واقعہ پر عبداللہ بن ابی سلول نے تہمت کے تیر چلائے۔ اور طرح طرح کی باتیں ہونی لگیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر کے خداموں سے دریافت کیا اسامہ زید اور بریرہ نے حلفیہ کہا کہ عائشہ بالکل بے عیب ہیں۔ بعد میں آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (۲۴-۱۱) جو لوگ تہمت لے کر آپ کے پاس آئے ہیں اسے برامت سمجھو یہ تمہارے لئے خیر کا باعث ہے جو انسان بدی کماتا ہے بدی کا حساب ضرور ہے۔

یہ آیت اپنے مفہوم میں پیچیدہ ہے نہ ہی ناقابل فہم۔ اس میں کسی کا نام لئے بغیر عام احکام کی طرح ایک حکم کی قانونی وضاحت ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اسے کسی پس منظر سے مربوط کرنا غیر موثر اور زیادتی ہے۔ کیونکہ یہ پس منظر سارا غلط ہے۔ مثلاً

(۱) ہودج (کجاوہ) اٹھانے والوں نے ہودج اٹھاتے وقت محسوس ہی نہیں کیا کہ ہودج میں حضرت عائشہؓ ہیں یا ہودج خالی ہے؟

(۲) اللہ کے نبی حضور صلے اللہ علیہ وسلم مالدار تھے خاص کر (۵) ہجری میں تو آپؐ تھے ہی امیر اس لئے اپنی بیوی کو بھوکا نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس تمام واقعہ کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، محدثین تو بیخ جھاڑ کر بی بی عائشہ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے ان ہی کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دیگر اہل

خانہ کی طرح حضرت علیؓ سے بھی پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا آپؐ پریشان نہ ہوں آپ کے لئے عورتیں بہت ہیں۔

یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی کوئی کمانڈر یا دیگر افسران اپنی بیویوں کو میدان جنگ نہیں لے جاتے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ میں تشریف لے گئے تھے پکنک پر تو نہیں گئے تھے کہ اپنے ساتھ بیگم کو لے جاتے۔ جنگ میں فتح اور شکست کا امکان تو لگا رہتا ہے۔ شکست کی صورت میں زنان خانہ وبال بن جاتا ہے۔ پسپائی کے وقت زنان خانہ کا دشمن کے ہاتھوں میں چلے جانے کا دھڑکا ہر وقت لگا رہتا ہے۔ جس طرح راؤ حملہ پسپا ہوئے اور عورتیں ٹیپو سلطان کے ہاتھوں میں آ گئیں۔

رہی سورۃ نور کی آیت تو بالائی آیات سے گیارہ تک ایک ہی موضوع چل رہا ہے تیسری آیت میں اپنی بیویوں پر تہمت لگانے والوں کی سزا کا بیان ہے۔ لیکن عجم نے زوجہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتا تھا اور ایسا بدنام کرتا تھا کہ اس کا اشارہ قرآن میں بھی ملے سو کر دیا۔ نہ تو اس واقعہ کا کوئی وجود ہے اور نہ ہی آیت کا اس سے کوئی تعلق ہے۔ یہ عجمی دماغوں کی اختراع ہے۔ اور ہم ہیں کہ اس کو سچ مانتے چلے آ رہے ہیں۔

چند حدیثیں ایسی بھی ہیں جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ضعیف ہیں۔ جب تسلیم کر لیا کہ ضعیف ہیں تو نئے اڈیشن میں ان احادیث کو نکال کیوں نہیں دیتے؟ کہ یہ اب تک چلی آ رہی ہیں، اور ضعیف، ناقابل عمل بھی کہلاتی ہیں۔ اللہ کا کلام خود مکمل ہے قرآن کی آیت کا اطلاق بخاری اور مسلم یا کسی انسان کے بیان کردہ مفاہیم پر نہیں ہو گا۔ بلکہ قرآن کے اندر ہی ہوگا۔ قرآن کریم کسی بخاری کی تشریح کا محتاج نہیں۔

پھر یہ کہ حضورؐ غزوہ پر تشریف لے جا رہے تھے ساتھی چننے میں بھی اتنی احتیاط نہ کر سکے کہ عبداللہ بن ابی سلول کو بھی ساتھ لے گئے جو پہلے سے منافق مشہور تھے۔ اور وہ ہیں بدنامی کا سبب بنے۔ کجاوہ رکھتے وقت تو صحابیوں کو پتہ نہیں چلا کہ اس وقت عورتیں کمزور تھیں کھانے کو نہیں ملتا تھا۔ جب انہوں نے اونٹ بٹھایا تو عائشہؓ کو پکار کر کہا اتریئے اور جب وہ نہ اتری تو ڈھونڈا کیوں نہ پڑی؟ یہ سب خرافات ہیں اس میں رتی بھر سچائی نہیں ہے۔

بات بڑی واضح ہے کہ اسلام کی آمد ایک عظیم انقلاب تھا۔ جس کی رو سے ہر مفاد پرست گروہ کے ہاتھوں سے اقتدار چھن کر تمام اختیارات قانون الٰہی کے ہاتھ آجاتے ہیں اور کوئی انسان نہ کسی دوسرے کا محکوم یا محتاج رہتا تھا نہ قیصر و کسریٰ کی سطوت باقی رہتی تھی، نہ نظام خانقاہیت کی فریب کاری کو اجازت مل سکتی تھی، نہ احبار و رہبان (علماو مشائخ) کو اپنی سیادت و قیادت قائم کر۔۔ ں اجازت تھی۔ یہ نظام ان تمام مفاد پرست جماعتوں کے خلاف اعلان جنگ تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کے ہاتھوں شکست کھائی تو اس قسم کی روایات وضع کر کے عام کر دیں، یہاں تک کہ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ۔

☆ - اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم ایسے ہو جاؤ کہ گناہ تم سے سرزد ہی نہ ہو تو اللہ تمہیں زمین سے ہٹا دے اور تمہاری جگہ ایک دوسرا گروہ پیدا کر دے گا جس کا شیوہ یہ ہو کہ گناہوں میں مبتلا ہو اور پھر اللہ سے بخشش و مغفرت کی طلبگاری کرے۔

(مسلم عن ابو ہریرہؓ) (جامع ترمذی جلد دوم ص ۳۷۹ دارالاشاعت کراچی)

اس کے بعد اور کیا رہ جاتا ہے۔

☆ - ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایسا ہوا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر ایک درخت کے نیچے اترے ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ کھایا انہوں نے حکم دیا تو سارا سامان درخت کے نیچے سے اٹھوا لیا پھر چیونٹیوں کا سارا چھتہ جلوا دیا اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ تم کو تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اسی کو جلانا تھا۔ فهلا نملة واحدة۔

(بخاری جلد دوم باب بدء الخلق حدیث 544 صفحہ 279)

وہ پیغمبر اتنے غصے والا تھا کہ تمام چیونٹیوں کو جلا ڈالا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبر کا نام تو یاد نہیں ہے مگر وحی کے الفاظ یاد ہیں۔ فهلا نملة واحدة۔
عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ کوئی

احرام والا بھی انہیں مارے تو گناہ نہیں۔ بچھو، چوہا، کتا، کوا، اور چیل۔

(بخاری جلد دوم باب بدء الخلق حدیث 540 صفحہ 278)

حضورؐ کا علم وسیع ہے وہ جانتے تھے کہ رب نے کوئی چیز اس کائنات میں بیکار پیدا نہیں کی۔ کتوں کے متعلق بھی رب نے قرآن کریم میں انہیں مفید قرار دیا ہے۔ فرمایا۔
وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ (5-4) پھر شکاری جانوروں کو تم اللہ کے دیے علم کے مطابق سکھاؤ جو تمہیں رب نے سکھایا ہے جو تمہارے لئے شکار پکڑے وہ کھاؤ۔ اللہ کا نام لے کر۔ کلب کتے کو کہتے ہیں اور مکلبین کتوں والے کو جس طرح علم والے معلمین کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کتا بڑا کارآمد جانور ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں فرما سکتے۔

☆ - سعید اور عباد بن تمیم روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ سے شکایت کی گئی کہ بسا اوقات نماز میں یوں گمان ہوتا ہے کہ ہوا نکل گئی تو ایسے معاملے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب تک ہوا کی آواز نہ سن لے بدبو نہ محسوس کرے نماز نہ چھوڑے۔

(مسلم جلد اول باب 139 حدیث 696 صفحہ 532)

☆ - ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص رکوع اور سجدے میں امام سے قبل سر اٹھاتا ہے وہ ڈرتا نہیں ہے کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر سے تبدیل کر دے۔

(مسلم جلد اول باب 178 حدیث 855 صفحہ 592)

ملاحظہ فرمایئے کہ ایرانیوں نے ان دو رکعت کے اماموں کو کتنی عزت بخشی ہے۔ کہ اگر ان سے پہلے سجدے سے سر اٹھایا تو آپ کے کاندھوں پر گدھے کا سر رکھا ہوگا۔

☆ - معنؒ کے والد نے کہا کہ میں نے حضرت مسروق (مشہور تابعی) سے پوچھا جس رات جنات نے قرآن کریم سنا اس کی اطلاع نبی کریم کو کس نے دی؟ کہا مجھ سے میرے والد عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ آپؐ کو جنات کی آمد اور

سماع کی اطلاع درخت نے دی۔

(مسلم جلد اول باب 178 حدیث 903 صفحہ 607)

ملاحظہ فرمایئے درخت بھی باتیں کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو تو کسی نے مطلع نہیں کیا کہ دروازے کے پیچھے ابولولو فیروز خنجر لئے کھڑا ہے آگے نہ جایئے۔

☆ - حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اہل قبور کو قبر میں ایسا عذاب ہوتا ہے کہ جانور بھی آواز سنتے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپؐ کو دیکھتی تھی کہ آپؐ نے ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی کہ جس میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔

(مسلم جلد اول باب 218 حدیث 1213 صفحہ 697)

قبر میں ہم مردہ اس لئے دفن کرتے ہیں کہ باہر سڑ جائے گا بدبو دے گا۔ قبر حوالات ہے جس طرح حوالات مارنے کی جگہ نہیں ہے حوالات میں ملزم انتظار کرتا ہے عدلیہ کا جب عدالت ملزم کو سزا سنا دیتا ہے مثلاً سو کوڑے تو اس کے بعد اسے مارا جاتا ہے۔ مردہ بھی جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا میزان کھڑی ہوگی یوم الحساب کو تو اس کے اعمال کے مطابق اس کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔ بکری کو اس وقت تکلیف ہوتی ہے جب اسے ذبح کیا جائے اس کے بعد چاہے اس کا قیمہ کیا جائے یا پسندے بنائے جائیں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ مردے کے ساتھ بھی مرنے کے بعد کوئی عمل کیا جائے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اگر قرآن میں عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے۔

ہم ایک قبرستان گئے تھے وہاں کی قبریں آدھی کھل گئیں تھی۔ مردے سب سالم پڑے تھے البتہ سوکھ گئے تھے میں نے مولوی صاحب سے کہا آپ تو کہتے تھے "من ربک من دینک" کا صحیح جواب نہ دینے پر فرشتے مردے کو گرز سے مارتے ہیں ایسا کہ اس کا قیمہ قبر کی دیواروں پر چپک جاتا ہے اور ہڈیاں توڑ دی جاتی ہیں ادھر تو یہ ثابت پڑے ہیں؟ کیا قیمہ کرنے کے بعد انہیں دوبارہ درست کیا جاتا ہے۔ تاکہ اگر کوئی قبر کھولے تو مردے کی اس کیفیت کو نہ دیکھ پائے۔ اللہ کی باتیں اللہ ہی جانتا ہے۔

☆ - ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "بندہ جب تک اپنی جائے نماز پر نماز کا انتظار کرتا رہے" تب تک وہ نماز میں ہوتا ہے۔ (اجر کے اعتبار سے) اور فرشتے اس کے لئے کہتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرمایئے اس پر رحم فرمایئے حتیٰ کے واپس ہو جائے یا وضو توڑ دے۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا حدث سے کیا مراد ہے؟ کہا آہستہ سے ہوا خارج کر دے (پھسکی چھوڑ دے) یا آواز سے پاد مارے۔

(مسلم جلد اول باب 238 حدیث 1398 صفحہ 752)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا قول برحق ہے۔ جو امیر لشکر ابوعبیدہ بن جراحؓ سے منقول ہے۔ کہ "تم ایک ایسی سرزمین کی طرف جا رہے ہو جو مکر و فریب و خیانت سے بھری ہوئی ہے۔ اور جس میں ایک ایسی قوم آباد ہے جو شر کی ماہر اور خیر سے نابلد ہے"

ملاحظہ فرمایا حضرات و خواتین آپ نے ایران کی کاریگری کہ انہوں نے قرآن کریم کے لامبدل احکامات کو بدل دیا قرآن کے مقابلے میں اپنی کتابیں متعارف کرائیں۔ ہمیں یقین دلانے کے لئے ہر من گھڑت بات کے ساتھ بزرگ صحابہ کے نام لگائے آخر میں بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دی۔ خود رسولؐ کے عمل سے قرآن کے حکم کو بدل کر رکھ دیا۔ تین خلفاء کو قتل کیا اور سادہ لوح مسلمان ان کی فریب کاریوں کو دین سمجھ کر سینہ سے لگائے ہوئے ہیں۔

(یٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا (78-40) اے کاش میں مٹی ہوتا (یہ سب کچھ نہ دیکھنا پڑتا)

یا اللہ ہماری آنکھیں کھول دیجئے، نیک اور بد ہم پر آشکار فرمایئے۔
ہمیں اس مجوسی شر سے نجات دلایئے آمین یارب العالمین۔

القرآن الکریم

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (69-44)

اور اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمے کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے،

تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے، پھر ہم ان کی رگِ دل کاٹ ڈالتے۔